احادیث نبویہ کی روشنی میں نسل نو (بچوں) کی تربیت پر مشتمل ایک حسین گلدستہ بنام

نسلِ نو کی تربیت
کَا اندازِ نبوی



جمع و ترتیب:

حضرت علامہ مولانا
مفتی ابو حنظلہ خالد تسنیم المدنی
غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی

احادیث نبویہ کی روشنی میں نسل نو (بچوں) کی تربیت پر مشتمل ایک حسین گلدستہ بنام

نسلِ نو کی تربیت کَا اندازِ نبوی



جمع و ترتیب:

حضرت علامہ مولانا

مفتی ابو حنظلہ خالد تسنیم المدنی

غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی

احادیث نبویہ کی روشنی میں نسلِ نو (بچوں) کی تربیت پر مشتمل ایک حسین گلدستہ بنام

نسلِ نو کی تربیت کا اندازِ نبوی

جمع و ترتیب:

خالد تسنیم مدنی

فہرست


انسان کی پرسنل لائف (personallife) اور پرائیویسی (privacy) کے اسلامی
تصور (Islamicconcept) پر مشتمل بہترین کتاب
پرائیویسی اور
اسلام
PRIVACY
AND ISLAM
جمع وترتیب:
مفتی خالد تسنیم المدنی

تعارف

کتاب کا نام: **نسلِ نو کی تربیت کا اندازِ نبوی**

عنوان/موضوع: اصلاح معاشرہ

جمع وترتیب: خالد تسنیم مدنی (غفر اللهُ الباري ذنبَه الخفي و الجلي)

پروف ریڈنگ: حافظ ارشد القادری (سلمہ القوی)

صفحات: 80

اشاعت اول: May,2026

پبلشر: مکتبہ صوت القلم

کتاب کو چھاپنے کے لئے نیچے دیئے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں

For feedback and suggestions please contact

+447429436326

کچھ مؤلف کے بارے

حضرت علامہ ابو حنظلہ خالد تسنیم مدنی پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر گجرات کے نواحی ایک قصبے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر اور قصبہ کی مرکزی جامع مسجد سے حاصل کی درس نظامی کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز لاہور کی عظیم درسگاہ، جامعۃ المدینہ کاہنہ نو سے کیا اور وہی سے فراغت حاصل کی۔ شوق و محنت اور اعلی ذہانت کی وجہ سے ان کا کلاس میں نمایاں علمی مقام تھا، بہت محنتی اور سلیقہ مند طالب علم تھے، سبق کو کلاس میں ہی اچھے سے سمجھ لیا کرتے اور کلاس کے بعد اپنے کلاس فیلوز کے ساتھ تعلیمی حلقوں میں ان کی مدد کرتے اور اپنا سبق رات کو جب سب سو جاتے تب دہرائی اور اگلے دن کے سبق کی تیاری و عربی شروحات کا مطالعہ کرتے، علمی ابحاث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اسی وجہ سے دوران طالب علمی اساتذہ کی خاص شفقتیں ان پر رہیں جن کی بدولت جامعہ کے ہونہار طالب علم کے طور پر ابھرے۔

درسی نظامی سے فراغت پر نہ صرف امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے سر پر دستار بندی فرمائی بلکہ ایک قلم بھی تحفۃ عنایت فرما کر گویا امت مسلمہ کی اصلاح کا کام قلم کے ذریعے کرنا بھی آپ کے سپرد فرمایا۔

آپ ذہین و فطین اور درسی اسباق پر مضبوط گرفت ہونے کی وجہ سے اساتذہ نے

دوران طالب علمی ہی تدریس کا حکم دے دیا تھا پس 2008ء سے لے کر تادم تحریر (2026) آپ مسلسل درسِ نظامی کی مروجہ درسی کتب تدریس فرمارہے ہیں (پہلے اپنے مادری وطن پاکستان میں اور تاحال یو کے میں) دراصل موصوف دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم میں بھی یکسر نمایاں رہے اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر پنجاب یونیورسٹی (Punjab University) سے بھی تعلیمی سلسلہ جاری رکھا ہوئے تھے اسی لیے آپ ابتداءً تعلیمی سرگرمیوں کے سلسلے میں ہی لندن والتھم کالج (London Waltham College) تشریف لائے اور پھر ساتھ ہی اصلاح امت کے پیشِ نظر دین متین کی اشاعت وترویج کے لیے یو کے (UK) میں اپنی دینی خدمات بصورت درس وتدریس، وعظ و تبلیغ سرانجام دیتے رہے اور تاحال یو کے (UK) ہی میں درسی کتب کی تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور اب تو نہ فقط پاکستان میں بلکہ یو کے (UK) بھر میں آپ کے برٹش اسٹوڈنٹس (British students) بھی عالم بن کر آگے علم کی شمع روشن کرتے ہوئے منصبِ تدریس پر فائز ہیں

آپ نے بیسیوں اساتذہ سے فیضِ اکتساب حاصل کیا ہے سب کے نام ذکر کرنا مشکل ہے البتہ آپ کے حدیث اور تخصص فی الفقہ کے چند اساتذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں

استاد العلماء، شیخ الحدیث علامہ غلام شبیر سعیدی (حفظہ اللہ القوی)

استاد العلماء، شیخ الحدیث، شارح ترمذی مفتی محمد ہاشم خان مدنی (سلمہ الغنی)

استاد العلماء، شیخ الحدیث، علامہ محمد عامر حمید مدنی (سلمہ الغنی)

جامع المعقول والمنقول، استاد العلماء، شیخ الحدیث، محمد خلیل مدنی (رحمہ اللہ)

استاد العلماء، رئیس دار الحدیث والافتاء، جامعۃ النور جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان، ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (عفی عنہ)

رئیس دار الافتاء دار العلوم حشمت رضا، مفتی عطاء محمد مشاہدی (عفی عنہ)

رئیس دار الافتاء فیضان شریعت، ابواطہر مفتی محمد اظہر مدنی (سلمہ الغنی)

ویسے تو آپ اسلامک کویئرز (Islamic queries) کی شکل میں لوگوں کی علمی پیاس بصورت سوال وجواب بجھاتے ہی رہتے ہیں انتہائی مصروفیت کے باوجود آپ اپنی تالیفی خدمات کی صورت میں مندرجہ ذیل کتب ترتیب دے چکے ہیں

۱-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الصیام) (اردو، انگلش)

۲-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الصدقات)

۳-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الزکاۃ)

۴-ماہ مواسات اور آپ کے سوالات کے جوابات (اردو، انگلش)

۵-سوشل میڈیا استعمال کرنے کے اسلامی آداب (اردو، انگلش)

٦-اسماء سور القرآن و وجوهها (قرآنی سورتوں کے نام رکھنے کی حکمتیں)

٧-الاسماء القرآنية ليوم القيامة (روز قیامت کے قرآنی نام)

٨-زبدة البيان في خلاصة سور القرآن (قرآنی سورتوں کے مضامین کا خلاصہ)

٩-سردی کا موسم اور ہم

١٠-ایک گناہ سترہ گواہ

١١-ہیومن رائٹس اور ہمارا اسلام (اردو، انگلش)

١٢-مسائل صراط الجنان (حصہ 1)

١٣-مسائل صراط الجنان (حصہ 2)

١٤-مسائل صراط الجنان (حصہ 3)

١٥-مسائل صراط الجنان (حصہ 4)

١٦-مسائل صراط الجنان (حصہ 5)

١٧-مسائل صراط الجنان (حصہ 6)

١٨-عقائدِ اہلسنت

١٩-گناہ دھونے والا صابن

٢٠-اوور سیز اور وقتِ قربانی (اردو انگلش)

٢١- الرقية الشرعية

٢٢-تسمیہ کے احکام شرعیہ

٢٣-بچوں کے تحائف کا شرعی حکم

٢٤ -يسألونك (وہ آپ سے پوچھتے ہیں)

٢٥-گھیراؤ جلاؤ پتھراؤ اور اسلامی تعلیمات

٢٦-محبت اللہ جن سے کرتا ہے

۲۷- قوت حافظہ بڑھانے والے وظائف

۲۸- نکاح کا پرپوزل (اردو، انگلش)

۲۹- زیارات مقامات مقدسہ (ترکی کا سفر)

۳۰- مرد میدان عرب

۳۱- ٹھنڈے سوالات، گرما گرم جوابات

۳۲- مراتب علم

۳۳- Babies کے اسلامی نام

۳۴- قدم بقدم سوئے حرم

۳۵- حدیث نبوی کا پیغام دور حاضر کے نام

۳۶- Happy وائف، Happy لائف

۳۷- مزاجِ تسنیم

۳۸- خواتین کے سوالات، رحمۃ للعالمین ﷺ کے جوابات

۳۹- نسلِ نو کی تربیت کا اندازِ نبوی

۴۰- پرائیویسی (privacy) اور اسلام

اور ہنوز مزید سلسلہ جاری ہے، اللہ پاک آپ کو درازی عمر بالخیر عطا فرمائے اور آپ کے وجود سے دین اسلام کی اشاعت کو مزید عروج بخشے (آمین)

سید کلیم افضل مدنی

(گوجرانوالہ پاکستان)

انتساب

اس کتاب کو اُن تمام والدین، اساتذہ، مربیان اور داعیانِ حق کے نام

جو نسلِ نو کی تربیت کو محض ایک سماجی ذمہ داری نہیں بلکہ ایک مقدس امانت سمجھتے ہیں؛ جو بچوں کے معصوم اذہان کو محبت، حکمت اور سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے نور سے منور کرنے کے خواہاں ہیں؛ جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ آج کے بچے ہی کل کے معمار ہیں، اور جن کی یہ خاموش محنت آنے والے کل کے روشن اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔

بالخصوص اُن ماؤں کے نام

جو اپنی گود کو پہلی درسگاہ بناتی ہیں،

اور اُن اساتذہ کے نام

جو علم کے ساتھ کردار بھی تعمیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے اور نسلِ نو کو سیرتِ نبوی ﷺ کا سچا پیکر بنائے۔ آمین۔

خالد تسنیم مدنی

پیش لفظ

انسانی تاریخ کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ قوموں کے عروج و زوال کا دارو مدار ان کی نئی نسل کی تربیت پر ہوتا ہے۔ جس قوم کی نسلِ نو علم، کردار، اخلاق اور اعلیٰ اقدار سے آراستہ ہو، وہ قوم ترقی، استحکام اور عزت کی راہوں پر گامزن ہوتی ہے، اور جس معاشرے میں تربیت کا عمل کمزور پڑ جائے وہاں فکری انتشار، اخلاقی انحطاط اور سماجی بے راہ روی جنم لیتی ہے۔

موجودہ دور تیز رفتار تبدیلیوں، ڈیجیٹل (digital) انقلاب، سوشل میڈیا (social media) کے غیر محدود اثرات، فکری یلغار اور اخلاقی چیلنجز کا دور ہے۔ آج کا بچہ معلومات کے انبار تک تو رسائی رکھتا ہے، مگر درست رہنمائی، اخلاقی تربیت اور کردار سازی کی شدید ضرورت محسوس کرتا ہے۔ ایسے نازک دور میں نسلِ نو کی تربیت کے لیے سب سے کامل، متوازن اور قابلِ عمل نمونہ وہی ہے جو ہمیں رسولِ اکرم ﷺ کی مبارک حیاتِ طیبہ سے ملتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نہ صرف انسانیت کے عظیم ترین معلم تھے بلکہ آپ ﷺ بہترین مربی بھی تھے۔ آپ ﷺ نے بچوں کی تربیت میں محبت، شفقت، حکمت، تدریج،

عملی نمونہ، حسنِ گفتگو اور انفرادی توجہ جیسے ایسے سنہری اصول عطا فرمائے جو ہر زمانے کے لیے مؤثر اور قابل عمل ہیں۔

زیرِ نظر کتاب **"نسلِ نو کی تربیت کا اندازِ نبوی"** احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں بچوں کی تربیت کے ان ہی روشن اصولوں کو ایک حسین گلدستے کی صورت میں پیش کرنے کی ایک ادنیٰ کاوش ہے۔اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ تربیتِ اطفال کے مختلف پہلوؤں کو سادہ، مدلل اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق بیان کیا جائے تاکہ والدین، اساتذہ اور تربیت سے وابستہ افراد اس سے عملی رہنمائی حاصل کر سکیں۔

یہ کتاب اس احساس کے تحت مرتب کی گئی ہے کہ اگر ہم اپنی نئی نسل کو سیرتِ نبوی ﷺ کے سانچے میں ڈھالنے میں کامیاب ہو گئے تو نہ صرف انفرادی کردار سنورے گا بلکہ پورا معاشرہ خیر، اعتدال، محبت اور اخلاقِ حسنہ کا گہوارہ بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس معمولی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے والدین، اساتذہ اور طلبہ کے لیے نافع بنائے، اور ہماری نسلِ نو کو سیرتِ مصطفی ﷺ کا عملی نمونہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

خالد تسنیم مدنی

تقریظ جلیل

شارح نور الایضاح،شان آگرہ ،خلیف انوار ملت و نعمان ملت، حضرت مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين، أما بعد!

موجودہ دور فتنوں، مصروفیات، ڈیجیٹل یلغار اور اخلاقی انحطاط کا دور ہے۔ بالخصوص نئی نسل جن ذہنی، فکری اور تہذیبی چیلنجز سے دوچار ہے، وہ اہلِ علم و قلم سے اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں تربیتِ اولاد کے ایسے اصول و ضوابط مرتب کریں جو وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ بھی ہوں اور سیرتِ نبوی ﷺ کے نور سے منور بھی۔ زیرِ نظر کتاب "**نسلِ نو کی تربیت کا اندازِ نبوی**" اسی اہم ضرورت کی ایک حسین، مفید اور قابلِ قدر کوشش ہے۔

فاضل مؤلف عزیزم حضرت علامہ خالد تسنیم مدنی حفظہ اللہ نے نہایت سادہ، مؤثر اور دل نشین انداز میں تربیتِ اولاد کے اُن نبوی اصولوں کو جمع کیا ہے جو آج کے والدین، اساتذہ، مربیان اور دینی کارکنان کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کتاب کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں محض نظری گفتگو نہیں بلکہ حضور اقدس ﷺ کے

عملی اسوہ، بچوں کے ساتھ آپ کے حسنِ سلوک، شفقت، مزاح، حکمت، تدریج اور نفسیاتی پہلوؤں کو بڑی خوبی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ راقم کے مطالعہ کے مطابق اس کتاب میں کئی ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اسے عام تربیتی کتابوں سے ممتاز بناتی ہیں:

- تربیت کے نبوی اصولوں کو عصری اسلوب میں پیش کیا گیا ہے۔
- بچوں کی نفسیات (Child Psychology) کو سیرتِ نبوی کی روشنی میں سمجھانے کی عمدہ کوشش کی گئی ہے۔
- والدین کی عام کوتاہیوں کی نشاندہی کے ساتھ ان کا حکیمانہ حل بھی بیان کیا گیا ہے۔
- جدید دور کے مسائل؛ مثلاً موبائل، سوشل میڈیا، اسکرین ٹائم اور ڈیجیٹل مصروفیات کے تناظر میں نبوی تعلیمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔
- کتاب میں شفقت، عزتِ نفس، مثبت اندازِ تربیت، عملی تربیت، اخلاقی آداب، روحانی تعلق اور سماجی شعور جیسے اہم موضوعات کو جامع انداز میں سمویا گیا ہے۔

یہ امر بھی قابلِ تحسین ہے کہ مؤلف نے مشکل علمی زبان اختیار کرنے کے بجائے عام فہم، رواں اور اصلاحی اسلوب اپنایا ہے، جس سے ہر طبقے کا قاری بآسانی استفادہ کر سکتا ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ مصنف نے محض کتابی معلومات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ میدانِ تربیت کے تجربات اور معاشرتی مشاہدات کو بھی شاملِ تحریر کیا ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری نئی نسل صرف ڈگری یافتہ نہ ہو بلکہ ادب، حیا، دیانت، احترام، دینی شعور اور عشقِ رسول ﷺ جیسی صفات سے بھی آراستہ ہو۔ یہ کتاب اسی فکر کو مضبوط کرتی ہے اور والدین کو یہ پیغام دیتی ہے کہ اولاد کی صحیح تربیت صرف نصیحتوں سے نہیں بلکہ محبت، کردار اور نبوی اسلوب سے ممکن ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرفِ قبول عطا فرمائے، مؤلفِ محترم حضرت علامہ خالد تسنیم مدنی حفظہ اللہ کے علم و قلم میں مزید برکتیں نازل فرمائے، اسے والدین اور مربیان کے لیے نافع بنائے اور ہماری نسلوں کو سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے نور سے آراستہ فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

والسلام

احقر

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مدرس: جامعۃ المدینہ، فیضانِ صدیقِ اکبر، آگرہ، ہند

مقامِ تحریر منیٰ شریف مکہ مکرمہ

12 ذوالحجہ 1447ھ بمطابق 28 مئی 2026 شب جمعہ بعد نماز مغرب

تاثرات چشتیہ

اولادِ گنج شکر، عاشقِ صدیق اکبر، اسلامیات کے ٹیچر
حضرت علامہ مولانا محمد شاہد منیر فاروقی چشتی
(ایم فل علومِ اسلامیہ، فاضل درسِ نظامی، متخصص فی الفقہ الاسلامی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین ، العاقبۃ للمتقین، والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین اما بعد

اسلام نے نکاح کے مقاصد میں سے ایک مقصد حصولِ اولاد بھی قرار دیا ہے، یقیناً اولاد اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ انسان کی نام وری اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ اور بلندیِ درجات کا وسیلہ بھی ہے لیکن یہ سب اس وقت ممکن ہے جب اس کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کی جائے اسلام جس طرح ہمیں ہر میدان میں رہنمائی فراہم کرتا ہے اسی طرح تربیتِ اولاد کے لیے بھی ایک جامع نصاب عطاء کرتا ہے ہمارے معاشرے میں نکاح رچانے پر تو بہت زور دیا جاتا ہے لیکن تربیتِ اولاد کی طرف کوئی توجہ اور رہنمائی حاصل نہیں کی جاتی یہی وجہ ہے کہ آج والدین کی اکثریت اولاد کی نافرمانی اور نااہلی کے سبب پریشان دکھائی دیتی ہے۔

اسی ضرورت کے پیشِ نظر حضرت علامہ مولانا ابو حنظلہ خالد تسنیم مدنی صاحب نے قلم اٹھایا اور موضوع کی اہمیت کو بھانپتے ہوئے قرآن و حدیث اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ایک مکمل نصاب امت کو عطاء کیا۔ پیدائش سے لے کر بچپن اور بچپن سے جوانی تک تمام مراحل کے لیے ضروری احکام اور تربیت کے اصول مرتب فرمائے ہیں بندہِ ناچیز کو مولانا خالد تسنیم مدنی صاحب کے ساتھ ایک جامعہ میں اکھٹے پڑھنے کا شرف حاصل رہا ہے اس پیرائے میں ہم کلاس فیلو ہیں۔ آپ واقعی ایک بہترین طالب علم، محنتی اور عبادت گزار شخصیت کے مالک تھے اور اب توان کی تحریرات و تالیفات کو دیکھ اور پڑھ کر ہر قاری موصوف کی قابلیت و محنت کا مقر اور گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطاء فرمائے اور امت کے لیے اس کتاب کو نافع بنائے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

احقر العباد

اولادِ گنج شکر، محمد شاہد منیر فاروقی چشتی

ایم فل ان علومِ اسلامیہ، فاضل درسِ نظامی، متخصص فی الفقہ الاسلامی

پاکپتن (پاکستان)

کلماتِ سادات

بچوں کی تربیت کرنا ایک حساس اور سنجیدہ نوعیت کا موضوع ہے۔ اگر اس موضوع کے تمام تقاضوں اور پہلوؤں کو صحیح طور پر پورا کریں تو ہم نئ نسل اور مستقبل کے اِن ستاروں کو صحیح سمت اور ڈگر پر گامزن کر سکتے ہیں کیونکہ تربیت ہی انسان کی شخصیت کو نکھارتی اور معاشرے کا مفید انسان بناتی ہے، تربیت سیکھے ہوئے علم کو عمل میں لانے اور درست سمت میں استعمال کا طریقہ سکھاتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ تربیت فقط معاملات کو روزمرہ معمول کے مطابق سرانجام دینے کا نام نہیں بلکہ تربیت اُس لباس کو پہننے کا نام ہے جو ابتداء سے انتہاء تک حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کے رنگ میں رنگا ہوا ہو، آقا علیہ السلام کی بارگاہ کی عطا کردہ تربیت کے دھاگوں سے جُڑا ہوا ہو اور اُسوہ مصطفی ﷺ سے مزیّن ہو جس نے یہ لباس پہن لیا دو جہاں کی سعادتیں اسکا مقدر بن گئیں۔

تاریخ آپ ﷺ کے مربیانہ اندازِ فکر و نظر پر آج بھی حیران ہے۔ ہمارے نبیِ پاک ﷺ ایسے معلم اعظم ہیں کہ جن کی بدولت جہالت کے اندھیروں میں کھوئے ہوئے لوگ ہدایت کے چمکتے دمکتے روشن ستارے بن گئے۔ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا: کوئی اپنے بچے کو ادب کی تعلیم دے اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع خیرات کرے۔

(ترمذی، 3/382، حدیث: 1958)

یعنی اپنی اولاد کو ایک اچھی بات سکھانا خیرات کرنے سے افضل ہے۔

(مراٰۃ المناجیح، 6/564)

زیر نظر کتابِ مستطاب بنام "**نسلِ نو کی تربیت کا اندازِ نبوی**"

"میں حضرت علامہ مولانا مفتی خالد تسنیم مدنی زید مجدہ نے بچوں کی تربیت کے حوالے سے تعلیماتِ رسول اللہ ﷺ کا ایک حسین ترین گلدستہ تیار فرمایا ہے جو نسلِ نو کی تربیت کے لیئے والدین اور اساتذۂ کرام کے لیئے انتہائی مفید ہے کتاب کا اسلوب بھی عام فہم، دلنشین اور انتہائی مؤثر ہے مفتی صاحب زید مجدہ اس سے قبل بھی کئیں گرانقدر علمی و دینی کتب تصنیف فرما چکے ہیں اور غالباً یہ ان کی چالیسویں تصنیف ہے اس سے ان کے گہرے علمی ذوق مطالعے کی وسعت کا بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

الحمد للہ عزوجل حضرت مفتی صاحب زید مجدہ کی شخصیت خلوص و محبت کا مجسمہ، علم و آگہی کی چلتی پھرتی تصویر، جلال علم، جمال خلق کے حسین سنگم اور حلم و انکسار میں اسلاف کی یادگار ہے دعا ہے کہ مولا تبارک و تعالیٰ مفتی صاحب کے فیوض و برکات کو عام و تام فرمائے ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے ان کے دینی ایثار اور اسلامی قربانیوں کو قبول فرمائے اس تصنیف کو شرف قبول و رضا سے بہرہ ور فرمائے اہل اسلام کو اس سے استفادہ کا موقعہ عنایت فرمائے۔

(آمین یارب العالمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ)

تربیت کا پروفیٹک میتھاڈالوجی
(Prophetic methodology)

تربیت کی اہمیت

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل اور بیش قدر سرمایہ ہوتے ہیں۔ان طفلانِ ملت کے لیے اَعلیٰ تربیت، عمدہ تعلیم، مناسب پرورش، مہذب نگہداشت اور خصوصی دیکھ بھال والدین اور اساتذہ کی اَوّلین ذمہ داری ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ماں کی آغوش کو پہلی درس گاہ قرار دے کر اس پر صداقت کی سند ثبت کر دی ہے۔بچے کو اس عمر میں کسی کتاب یا دیگر علمی ذخیرے کے بغیر براہِ راست علمی نور حاصل ہوتا ہے۔اس حوالے سے والدین، خصوصاً والدہ کی اَوّلین ذمہ داری اِسلامی تعلیمات اور بچوں کی نفسیات کے مطابق اُن کی تربیت کرنا اور انہیں تعلیم دینا ہے۔

تربیت کی اہمیت احادیث سے

اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب سکھائے اور وہ اس کے لیے ایک صاع صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

(ترمذی ج۳، ص ۳۸۲)

بچوں کو تین چیزیں لازمی سکھائیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ

وَقِرَائَةِ الْقُرْآنِ

ترجمہ: اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ: اپنے نبی کی محبت، حضور نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی محبت اور قرآن کی تلاوت۔

(الجامع الصغیر،1: 25،رقم:311)

بچے میں قوتِ گویائی آنے کے بعد سب سے پہلا عمل

والدین کا فرض ہے کہ جب بچے میں قوت گویائی آجائے اور زبان سے کلمات ادا کرنے لگے تو سب سے پہلے اسے کلمہ طیبہ سکھائیں اور اس کے ننھے منھے دماغ میں اس کا مطلب بھی راسخ (firmly established) کردیں کہ کلمہ ہی اسلام کی بنیاد ہے۔ احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے تلقین فرمائی کہ بچہ جب بولنے لگے تو اسے کلمہ طیبہ سکھایا جائے۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَفْصَحَ أَوْلَادُكُمْ، فَعَلِّمُوهُمْ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، ثُمَّ لَا تُبَالُوا مَتٰى مَاتُوا

ترجمہ: جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو ان کو لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ سکھاؤ پھر ان کی موت آنے تک فکر مت کرو (یعنی شروع میں جب عقیدہ ٹھیک کردیا اور اسلام کا عقیدہ اس کو سکھادیا تو اب کوئی ڈر نہیں۔ ایمان کی پختگی اسے ایمان ہی پر زندہ رہنے دے گی اور اسی پر ان شاء اللہ اس کی موت آئے گی)۔"

(ابن السنی، عمل الیوم واللیلۃ،1: 373،رقم:423)

والدین کی ریسپانسیبلٹی (Responsibility)

والدین بچوں کی اچھی تربیت کر کے اور انہیں اچھے آداب و تہذیب سکھا کر برائی سے بچا سکتے ہیں۔ اگر بچے کو والدین کی توجہ و نگہداشت، ان کی سرپرستی و راہنمائی حاصل نہ ہو تو بچے کا بگڑ جانا یقینی بات ہے، ایسا بچہ کیونکر نیک اور اچھا انسان بن سکتا ہے۔
والدین کو تربیتی ذمہ داریوں کی ترغیب حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ سے بھی ملتی ہے۔

بچوں کی سیلف رسپیکٹ (self respect)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ

اپنی اولاد کی عزت افزائی کیا کرو اور اُنہیں اچھے آداب سکھایا کرو۔

(ابن ماجہ، السنن، کتاب الأدب، باب بر الولد والإحسان إلى البنات، 2: 1211، رقم: 3671)

لٰہذا والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کو معمولی تصور نہ کریں بلکہ اس سلسلے میں اپنے فرائض خلوص و لگن کے ساتھ سرانجام دیں۔ ان کے اندر اچھے آداب و صفات پروان چڑھائیں، ان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو جلا بخشیں ان میں کجی اور سطحیت پیدا نہ ہونے دیں۔ ان کے اندر وسعت قلبی، صداقت و دیانت، صبر و استقامت، ایثار و قربانی، ہمدردی و غم گساری، تواضع و انکساری اور مہمان نوازی و

فیاضی کی صفات پیدا کریں۔ نیز گالی گلوچ، غیبت، چغل خوری، کذب، خوف، بزدلی جیسے رذائل اخلاق سے بچائیں۔

تربیت کا پرفیکٹ ٹائم (Perfect time)

ویسے تو تربیت کا تعلق کسی خاص وقت سے نہیں ہوتا، لیکن خاص طور پر بچے کی تربیت بہت اہم ہوتی ہے کیونکہ بچے کا ذہن کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے اس پر جو بھی لکھا جائے وہ پتھر پر لکیر کا کام دیتا ہے، یعنی ابتداءً ہی جو بات اس کے دل و دماغ میں ڈال دی جائے وہ مضبوط و مستحکم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچپن ہی سے اولاد کی تربیت پر بھرپور توجہ دیں، اسے بچہ سمجھ کر یا بول کر اگنور (Ignore) یعنی نظر انداز نہ کریں۔

بچوں کی تربیت کا انداز کیسا ہو؟

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر کام میں ہمارے لیے مشعل راہ ہے اس لیے بچوں کی تربیت کے معاملے میں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازِ تربیت پیش نظر ہونا چاہیے اور اسی انداز کو سمجھنے کے لئے ہم چند ایک احادیث و واقعات نقل کر دیتے ہیں جس سے قارئین کو اندازہ ہو جائے گا کہ نسلِ نو کی تربیت کا نبوی انداز کیسا تھا۔

بچوں کو پازیٹو وے (positive way) سے سمجھائیے

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانہ کھلاتے جس سے بچوں کی دلجوئی کے ساتھ ساتھ تربیت کا سامان بھی ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن ابی سلمہ

رضی اللہ عنہ رسول پاک ﷺ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پلیٹ میں کبھی اِدھر پڑتا، کبھی اُدھر۔ رسول پاک ﷺ نے اس انداز سے سمجھایا کہ انہیں محسوس ہی نہیں ہوا کہ غلطی پر ٹوکا جا رہا ہے یا آداب سکھائے جا رہے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: "يَا غُلَامُ ، سَمِّ اللَّهَ ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ" اے بچے! جب کھانا کھاؤ تو اللہ کا نام لو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

(صحیح بخاری: کتاب الاطعمۃ: باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین: حدیث 5376)

تربیت کرنے والوں کے لیے اس فرمان میں سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے کہ ابتداءً ٹوکنے کے بجائے کچھ آداب بیان کرنے کی وجہ سے انداز بھی مثبت رہا اور مقصود بھی حاصل ہو گیا یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرے کھانے کا انداز ویسا ہی رہا جیسا آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔

پیغام حدیث دور حاضر کے نام

اگر اس حدیث کو آج کے کانٹیکسٹ (Context) میں سمجھا جائے تو یہ پیرنٹنگ (Parenting) اور کلاس روم مینجمنٹ (Classroom Management) کا بہترین ماڈل ہے۔ جس سے ہم بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں یہ مختصر حدیث در حقیقت تربیتِ اطفال کا ایک مکمل اصولی خاکہ پیش کرتی ہے۔

پہلا اصول: بچوں کو معیاری وقت دیں

آج ڈیجیٹل (Digital) مصروفیات نے والدین اور بچوں کے درمیان فاصلے پیدا کر دیے ہیں۔ موبائل (Mobile)، ٹیلی ویژن (Television) اور سوشل میڈیا (Social Media) نے مشترکہ لمحات کم کر دیے ہیں۔
رسولِ اکرم ﷺ کا عمل سکھاتا ہے کہ کھانے کی میز (dining table) تربیت کی بہترین جگہ بن سکتا ہے اگر والدین اپنے بچوں کو پراپر ٹائم (proper time) دیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے کھانے جیسے روزمرہ عمل کو تربیت کا ذریعہ بنایا۔ یہی اصل پریکٹیکل لرننگ (Practical Learning) ہے۔

دوسرا اصول: قربت اور شمولیت

اس حدیث کا سب سے اہم تربیتی پہلو یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے بچے کو اپنے ساتھ بٹھایا۔ یہ محض کھانا کھلانا نہیں تھا بلکہ اِنکلیوسِو (Inclusive) تربیت کا ایک عملی نمونہ تھا۔
آج جدید چائلڈ سائیکالوجی (Child Psychology) بھی یہی کہتی ہے کہ بچوں کی تربیت لیکچر سے زیادہ شیئرڈ ایکس پیریئنسز (Shared Experiences) کے ذریعے مؤثر ہوتی ہے۔
جب والدین بچوں کو اپنے ساتھ بٹھاتے ہیں، ان کے ساتھ وقت گزارتے ہیں اور روزمرہ معاملات میں شریک کرتے ہیں تو بچے غیر محسوس انداز میں سیکھتے ہیں۔

یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ بچوں کی تربیت دور سے احکامات دینے سے نہیں بلکہ قربت، تعلق اور کمپینین شپ (Companionship) سے ہوتی ہے۔

تیسرا اصول: اصلاح میں نرمی

حدیث پاک میں غور کیجیے، بچے کا اندازِ کھانا درست نہیں تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ ڈانٹا، نہ سخت لہجہ اختیار کیا، نہ شرمندہ کیا۔

بلکہ نہایت محبت سے فرمایا:

"یَا غُلَامُ"

(اے بچے!)

یہ انداز شفقت سے بھرپور ہے۔ یہی نبوی وِزڈم (Wisdom) ہے کہ بچے کی غلطی کو کوریکشن (correction) کا موقع سمجھا جائے، ہیومیلیشن (humiliation) کا ذریعہ نہ بنایا جائے یعنی بچے کو سمجھا جائے اصلاح کی جائے اس کو ہیومیلیٹ (Humiliate) یا ذلیل نہ کیا جائے۔

آج کئی والدین بچوں کی معمولی غلطیوں پر سخت ردِ عمل دیتے ہیں، جس سے بچے میں خوف پیدا ہوتا ہے، سیلف کانفیڈنس (Self-Confidence) کم ہوتا ہے، اور سیکھنے کا عمل متاثر ہوتا ہے۔

ماڈرن ایجوکیشن ایکسپرٹس (Modern education experts) یعنی جدید ماہرینِ تعلیم اسے آج پازیٹو کریکشن (Positive Correction) کہتے

ہیں۔ جبکہ میرے اور آپ کے آقا، دو عالم کے داتا، رسولِ اکرم ﷺ نے صدیوں پہلے یہی اسلوب اختیار فرمایا۔

چوتھا اصول: مختصر، واضح اور عملی ہدایات

آپ ﷺ نے تین مختصر جملوں میں مکمل آداب سکھا دیے:

۱)۔ سَمِّ اللّٰہَ (یعنی بسم اللہ کہو)

۲)۔ کُلْ بِیَمِینِكَ (یعنی دائیں ہاتھ سے کھاؤ)

۳)۔ کُلْ مِمَّا یَلِیكَ (یعنی اپنے سامنے سے کھاؤ)

یہ کنسائز ٹیچنگ اسٹائل (Concise Teaching Style) ہے۔
بچوں کو طویل نصیحتیں عموماً یاد نہیں رہتیں، لیکن مختصر، واضح اور قابلِ عمل ہدایات ان کے ذہن میں نقش ہو جاتی ہیں۔ آج کی پیڈاگوجی (Pedagogy) اسے مائیکرو لرننگ ٹیکنیک (Micro-learning Technique) کہتی ہے۔
رسول اللہ ﷺ کا اسلوب نہایت پریکٹیکل (practical) اور چائلڈ فرینڈلی (child-friendly) تھا۔ طویل عرصہ ریسرچ (Research) اور سروے (Survey) کے بعد ایجوکیشنل اتھارٹی جس بات کو بچوں کے لئے مفید سمجھتی ہے سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن، خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ

لِّلۡعٰلَمِیۡن ، شَفِیۡعُ الۡمُذۡنِبِیۡن ، اَنِیۡسُ الۡغَرِیۡبِیۡن ﷺ نے اس چودہ سو سال پہلے ہی پر یکٹیکل (practical) کر کے دیکھادیا، سبحان اللہ

پانچواں اصول: دینی اور دنیاوی تربیت کا امتزاج

حدیث میں تین پہلو سکھائے گئے:

روحانی پہلو: اللہ کا نام لینا۔ فرمایا سَمِّ اللّٰہَ (یعنی بسم اللہ کہو)

اخلاقی پہلو: دوسروں کا حق ملحوظ رکھنا۔ فرمایا كُلْ مِمَّا يَلِيكَ (یعنی اپنے سامنے سے کھاؤ)

عملی پہلو: درست انداز سے کھانا۔ فرمایا كُلْ بِيَمِينِكَ (یعنی دائیں ہاتھ سے کھاؤ)

یہ اسلام کی ہولسٹک تربیت (Holistic Training) ہے

ڈئیر ریڈرز! آیئے اب ہم ذرا ان تین پہلوں کی کچھ تفصیل دیکھتے ہیں

روحانی پہلو: اللہ کا نام لینا

رسولِ اکرم ﷺ کے فرمان "سَمِّ اللّٰہَ" میں بظاہر ایک مختصر ہدایت دی گئی ہے، مگر اس کے اندر بچوں کی روحانی تربیت کا ایک نہایت گہرا اور جامع نظام پوشیدہ ہے۔

یہ صرف کھانے سے پہلے ایک جملہ ادا کرنے کی تلقین نہیں بلکہ بچے کے دل و دماغ کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے جوڑنے کا پہلا عملی درس ہے۔

اسلامی تربیت کا بنیادی مقصد صرف بچے کو اچھے آداب سکھانا نہیں بلکہ اس کے اندر ایسا شعور پیدا کرنا ہے کہ اس کی زندگی کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی یاد، رضا اور نگرانی کے احساس کے ساتھ وابستہ ہو۔

جب بچے کو کھانے سے پہلے "بسم اللہ" کہنا سکھایا جاتا ہے تو در اصل اسے یہ بتایا جا رہا ہوتا ہے کہ رزق صرف اس کی کوشش یا والدین کی محنت کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور فضل ہے۔

یہ احساس بچے کے دل میں شکر گزاری (Gratitude)، عاجزی (Humility) اور اللہ پر اعتماد (Trust in Allah) پیدا کرتا ہے۔

یہ ایک چھوٹا سا عمل بچے کی روحانی شخصیت کی بنیاد رکھتا ہے۔

بچپن انسانی شخصیت کی تعمیر کا سب سے اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ اسی عمر میں جو عادات دل و دماغ میں راسخ ہو جائیں، وہ پوری زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں۔

رسولِ اکرم ﷺ نے بچوں کو کھانے جیسے روزمرہ عمل کے آغاز میں اللہ کا نام لینے کی تلقین فرما کر یہ سکھایا کہ اللہ تعالیٰ کو صرف عبادات تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ زندگی کے ہر کام میں اس کا ذکر شامل ہو۔ یہی اسلامی تربیت کی اصل روح ہے۔

یعنی بچہ یہ سیکھتا ہے کہ:

کھانا کھاتے وقت اللہ یاد ہے

پانی پیتے وقت اللہ یاد ہے

سوتے وقت اللہ یاد ہے

گھر سے نکلتے وقت اللہ یاد ہے

اسی طرح خلوت میں بھی اللہ یاد ہے

اور جلوت میں بھی اللہ یاد ہے۔

اس مسلسل سوچ اور تعلق سے بچے کے اندر اسپر چوئل کنکشن (Spiritual Connection) پیدا ہوتا ہے۔

"بسم اللہ" کہنا دراصل بچے کو مائنڈ فُلنیس (Mindfulness) سکھاتا ہے۔ آج کی دنیا میں ماہرینِ نفسیات شعوری طرزِ زندگی کی اہمیت پر زور دیتے ہیں، یعنی انسان ہر عمل سوچ سمجھ کر اور توجہ کے ساتھ انجام دے۔ اسلام نے یہ تصور بہت پہلے کا دیا ہوا ہے۔

جب بچہ کھانے سے پہلے "بسم اللہ" کہتا ہے تو وہ لمحہ بھر کے لیے رکتا ہے، متوجہ ہوتا ہے اور شعوری طور پر اپنے عمل کا آغاز کرتا ہے۔ یہ عادت بچے کو بے سوچے سمجھے عمل کرنے کے بجائے شعور اور توجہ کے ساتھ زندگی گزارنا سکھاتی ہے۔ نیز اللہ کا نام لینا بچے کو یہ احساس دلاتا ہے کہ رزق ایک نعمت ہے۔

آج کے دور میں اکثر بچے کھانے کی قدر نہیں کرتے، فضول خرچی کرتے ہیں یا نعمتوں کو معمولی سمجھتے ہیں۔ لیکن جب بچہ ہر مرتبہ "بسم اللہ" کہہ کر کھانا

شروع کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ:

یہ کھانا اللہ کی عطا ہے؛

یہ میرے لیے ایک نعمت ہے؛

اس کا احترام اور شکر ادا کرنا چاہیے۔

یہی احساس بعد میں گریٹی ٹیوڈ (Gratitude) کی مضبوط عادت بن جاتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ اللہ کا نام لینے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے اور شیطان اس میں شریک نہیں ہوتا۔

جب بچے کو یہ بات سکھائی جاتی ہے تو اس کے دل میں یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کا ذکر زندگی میں خیر، حفاظت اور سکون کا ذریعہ ہے۔ یہ یقین بچے کے اندر فیتھ بیسڈ کانفیڈنس (Faith-Based Confidence) پیدا کرتا ہے۔

یعنی وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کا نام لینا صرف رسم نہیں بلکہ ایک حقیقی روحانی قوت ہے۔

آج کے ڈیجیٹل (Digital) اور مصروف دور میں بچے اکثر جلد بازی، بے توجہی اور مشینی اندازِ زندگی کا شکار ہو رہے ہیں۔ کھانا کھاتے ہوئے موبائل (Mobile) دیکھنا یا ٹی وی واچ (TV watch) کرنا، جلدی جلدی کھانا اور نعمت کی قدر نہ کرنا عام ہو چکا ہے۔

ایسے ماحول میں "**بسم اللہ**" کہنا بچے کو توقف، توجہ اور روحانی وابستگی سکھاتا ہے۔

یہ ایک مختصر مگر مؤثر اسپریچوئل پاز (Spiritual Pause) ہے جو بچے کو مادّی مصروفیات کے درمیان اللہ کی یاد سے جوڑ دیتا ہے۔ آج کی ماڈرن زبان میں اسے

اسپر یچوئل اویئر نیس ٹریننگ (Spiritual Awareness Training) کہا جا سکتا ہے

اخلاقی پہلو: دوسروں کا حق ملحوظ رکھنا

رسولِ اکرم ﷺ کے فرمان ''کُلْ مِمَّا یَلِیكَ (یعنی اپنے سامنے سے کھاؤ)'' میں محض کھانے کا ایک ادب ہی بیان نہیں کیا گیا بلکہ یہ بچوں کی اخلاقی تربیت کا نہایت گہرا اصول سکھایا گیا ہے۔ اس مختصر ہدایت کے ذریعے بچے کو یہ شعور دیا جا رہا ہے کہ اجتماعی ماحول میں ہر فرد کے حقوق کا احترام ضروری ہے۔
جب بچہ ایک ہی برتن یا دستر خوان میں ہر طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو بظاہر یہ ایک معمولی عمل دکھائی دیتا ہے، مگر درحقیقت یہ دوسروں کے حصے میں مداخلت اور ان کے حق کو متاثر کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے نہایت محبت سے اس عمل کی اصلاح فرما کر یہ سکھایا کہ انسان کو اپنی خواہشات اور حرکات میں دوسروں کے آرام، حق اور احساسات کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔
یہی وہ بنیادی اخلاقی تربیت ہے جو آگے چل کر بچے کی شخصیت میں احترام (Respect)، بردباری (Tolerance)، خود احتسابی (Self-awareness) اور سماجی ذمہ داری (Social Responsibility) پیدا کرتی ہے ماڈرن (Modern) دور میں اس تعلیم کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی

ہے۔آج بچوں کو اکثر ذاتی خواہشات کی تکمیل، جلد بازی اور ہر چیز فوراً حاصل کرنے کی عادت پڑ رہی ہے۔ایسے ماحول میں یہ نبوی تعلیم بچوں کو یہ سکھاتی ہے کہ :

ہر چیز پر صرف میرا حق نہیں،

دوسروں کا بھی حصہ ہے؛

صرف میں ہی اہم نہیں،

بلکہ دوسروں کی سہولت بھی اہم ہے؛

اور ایک مہذب انسان وہی ہے جو اپنے رویّے میں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے۔یہی چھوٹی چھوٹی تربیتی باتیں بعد میں بڑے سماجی رویّوں کی بنیاد بنتی ہیں۔جو بچہ دستر خوان پر دوسروں کا حق پہچاننا سیکھتا ہے، وہی بڑا ہو کر معاشرے میں انصاف، دیانت اور احترامِ انسانیت کا حامل بنتا ہے

عملی پہلو: درست انداز سے کھانا

رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان "كُلْ بِيَمِينِكَ (یعنی دائیں ہاتھ سے کھاؤ)

"اور "سَمِّ اللَّهَ" (یعنی اللہ کا نام لو) بچوں کو صرف کھانے کے آداب نہیں سکھاتا بلکہ ان کے اندر نظم و ضبط، شعور اور عملی زندگی کے درست اصول پیدا کرتا ہے۔

اسلام میں تربیت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ بچے کو روزمرہ معمولات کے ذریعے سلیقہ، ترتیب اور ڈیسپلن (discipline) سکھایا جائے۔

کھانا انسان کی روزانہ کی ضرورت ہے، اور یہی روزمرہ عمل تربیت کا بہترین ذریعہ بن سکتا ہے۔
جب بچے کو سکھایا جاتا ہے کہ:
کھانے سے پہلے اللہ کا نام لینا ہے،
دائیں ہاتھ سے کھانا ہے،
سلیقے سے کھانا ہے،
اور اپنے سامنے سے کھانا ہے،
تو دراصل اس کے اندر ڈسپلن (Discipline)، سیلف کنٹرول (Self-Control) اور پریکٹیکل آرگنائزیشن (Practical Organization) پیدا کی جا رہی ہوتی ہے۔ یہ عادات بظاہر چھوٹی دکھائی دیتی ہیں، مگر شخصیت سازی میں ان کا کردار بہت بڑا ہوتا ہے۔
ماہرینِ تربیت کہتے ہیں کہ بچپن میں سیکھی گئی روزمرہ عادات پوری شخصیت کی تعمیر کرتی ہیں۔ جو بچہ کھانے میں ترتیب اور آداب سیکھتا ہے، وہی تعلیم، گفتگو، معاملات اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی نظم و ضبط اختیار کرتا ہے۔
ماڈرن (Modern) دور میں جہاں بچوں کی توجہ اکثر موبائل (Mobile)، سکرین (Screen) اور جلد بازی کی عادتوں کی طرف مائل ہو رہی ہے، یہ نبوی تعلیم انہیں فوکس (Focus)، مائنڈفلنیس (Mindfulness) اور شعوری طرزِ عمل سکھاتی ہے۔
درست انداز سے کھانا دراصل یہ پیغام دیتا ہے کہ زندگی کا ہر کام اصول کے ساتھ ہونا

چاہیے: بے ترتیبی شخصیت کو کمزور کرتی ہے، جبکہ سلیقہ انسان کے کردار کو سنوارتا ہے۔
اسلام صرف manners نہیں سکھاتا بلکہ ہر عمل کو اللہ کی یاد سے جوڑتا ہے۔
یہ اسلام کی ہولِسٹک تربیت (Holistic Training) ہے

ڈیئر ریڈرز!
یاد رہے بچے کی غلطی پر سب کے سامنے ڈانٹنا اس کی شخصیت کو متاثر کرتا ہے۔
جدید سائیکالوجی (Psychology) اسے ایموشنلی سیف لرننگ اِنوارنمنٹ (Emotionally Safe Learning Environment) کہتی ہے

اولاد و احفاد کے ساتھ مشفقانہ سلوک

آپ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم کا جب انتقال ہوا تو آپ بڑے غمزدہ تھے، آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، حضرت عبدالرحمن بن عوف نے تعجب خیز لہجہ میں استفسار کیا: آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا، اے ابن عوف یہ رحمت ہے، بلاشبہ آنسو بہہ رہے ہیں، دل غم زدہ ہے؛ لیکن اس حالتِ غم میں بھی ہم وہی بات کہیں گے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے غم زدہ ہیں۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1303 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

اس صورتِ حال کو دیکھ کر حضرت انس نے فرمایا: اہل و عیال پر آپ ﷺ سے زیادہ مشفق میں نے کسی کو نہیں دیکھا بچپن کا زمانہ بے شعوری و بے خیالی کا زمانہ ہوتا ہے، اس زمانہ میں بچے بڑوں کے رحم و کرم کے محتاج ہوتے ہیں، بچے انہیں کو اپنا محسن سمجھتے ہیں جو انھیں اپنے قریب رکھتے ہیں، تربیت کا جو حسین موقع قربت و انسیت سے ممکن ہے ڈانٹ ڈپٹ، زجر و توبیخ سے اس کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی ہے، اسی لیے آپ ﷺ کا حسنِ عمل یہی رہا کہ بچوں کو بالکل اپنے سے قریب رکھا حتی کہ بچوں کے کھیل کا بھی لحاظ کیا، اگر کسی موقع پر وہ نماز میں آپ ﷺ پر سوار ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کی ضرورت کی تکمیل کا بھرپور خیال رکھا۔ چنانچہ اپنے نواسوں سے آپ ﷺ نے بھرپور محبت کا مظاہرہ فرمایا۔

عبادت میں بھی بچوں کے ساتھ شفقت

حضرت عبداللہ بن شداد اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں: ایک دفعہ آپ ﷺ نماز میں حضرت حسن یا حسین کو ساتھ لائے آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، درمیان نماز آپ ﷺ نے سجدہ طویل فرمایا: حضرت شداد فرماتے ہیں کہ میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ آپ ﷺ کی پشت پر سوار ہے اور آپ ﷺ سجدہ میں ہیں، لہٰذا میں دوبارہ سجدے میں چلا گیا، جب نماز مکمل ہو گئی تو صحابہ کرام نے سوال کیا کہ حضور ﷺ آپ نے دورانِ نماز سجدہ طویل فرمایا! ہمیں یہ گمان ہونے لگا تھا کہ کوئی معاملہ پیش آیا ہے یا یہ کہ آپ پر وحی اتر رہی ہے، آپ نے فرمایا: ان میں سے

کوئی بات نہ تھی؛ بلکہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار تھا، میں نے مناسب نہ سمجھا کہ بچہ کی ضرورت کی تکمیل سے پہلے سجدہ ختم کروں۔

(مسند الامام احمد بن حنبل، رقم الحدیث، 16033، مطبوعۃ موسسۃ الرسالۃ)

بچوں کو چومنا (Kiss)

اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے ہیں، یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ حضور میرے دس بچے ہیں، میں نے کبھی کسی کو نہیں چوما آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔
ایک دفعہ آپ ﷺ حضرت حسن کو چوم رہے تھے ایک دیہاتی نے حیرت کا اظہار کیا تو فرمایا کہ اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت کو نکال دیا تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5998 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

غور کیجیے ! آپ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ اپنی اولاد سے خود محبت فرمائی بلکہ امت کو بھی اس کی تعلیم دی، اور رحیمانہ سلوک کے ترک پر ترہیب ارشاد فرمائی کہ وہ شخص عنداللہ بھی قابل رحم نہیں، لہٰذا بچوں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ ہمارا وطیرہ ہونا چاہیے۔

بچوں کے بارے پوچھنا

حضرت ابوہریرۃ فرماتے ہیں: ایک دفعہ آپ ﷺ حضرت فاطمہ کے گھر کے صحن میں بیٹھ کر حضرت حسن کے بارے میں دریافت کیا، تھوڑی ہی دیر میں وہ آگئے، آپ نے انھیں گلے سے لگایا، بوسہ دیا اور فرمایا: اے اللہ ! میں حسن سے محبت رکھتا ہوں تو بھی حسن سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھ۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 3749 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

گرینڈ چلڈرن (grand children) سے محبت

جب آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کا انتقال ہوا تو ان کی صاحبزادی امامہ سے آپ ﷺ بہت زیادہ محبت کا اظہار فرماتے، ان پر بہت زیادہ شفقت فرماتے بعض دفعہ اپنے ساتھ مسجد بھی لے آتے، وہ آپ پر حالتِ نماز میں سوار بھی ہو جاتیں، جب آپ سجدہ میں جاتے تو انھیں نیچے اتار دیتے، جب قیام فرماتے تو کاندھے پر سوار فرمالیتے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 516 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

پیغام حدیث

رسولِ اکرم ﷺ کا اندازِ تربیت محبت، توجہ، لطافت اور جذباتی وابستگی پر مبنی تھا۔ آپ ﷺ نے یہ سکھایا کہ بچے کی دنیا چھوٹی ضرور ہوتی ہے، مگر اس کے احساسات بڑے ہوتے ہیں لہذا نسلِ نو کی کامیاب تربیت کے لیے ضروری ہے کہ ہم بچوں کو صرف تعلیم نہ دیں بلکہ ان کے دلوں تک رسائی حاصل کریں، ان کی دنیا کو سمجھیں اور محبت بھرے تعلق کے ذریعے ان کی شخصیت سنواریں۔ یہی اندازِ نبوی ہے، اور یہی جدید تربیت کا سب سے مؤثر اصول بھی ہے

بعض دفعہ آپ ﷺ اپنے نواسوں کے پاس آتے، انھیں گود میں بٹھاتے، انھیں چومتے ان کے لیے دعا فرماتے، آپ نے اپنے نواسوں کے ذریعہ اپنی آل واولاد کے ساتھ رہنے کا طریقہ سکھلایا۔

دوسروں کے بچوں کے ساتھ نبوی طرزِ عمل

ہم بچوں سے محبت کرتے ہیں لیکن صرف اپنے ہی بچوں سے، دوسروں کے بچوں سے محبت یکسر ناپید ہے، آپ نے اس تفریق کا خاتمہ فرمایا، جہاں آپ نے اپنے بچوں کے ساتھ شفقت بھرے تعلق کا اظہار فرمایا، وہیں دیگر صحابہ کرام کی اولاد پر بھی نگاہِ شفقت ڈالی۔

چنانچہ حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے گھر ایک لڑکا تولد ہوا، میں آپ ﷺ کے در پر حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، کھجور سے اس کی تحنیک (گھُٹّی) فرمائی، اور اس بچے کے لیے برکت کی دعا فرمائی، یہ حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث:5467 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

اسی طرح دیگر حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عادتِ طیبہ یہ تھی کہ کسی کے گھر بھی ولادت ہوتی تو اس کو آپ ﷺ کے پاس لے آتے آپ بچے کو لیتے، اسے چومتے اس کے لیے برکت کی دعا کرتے، اسی طرح جب بعض دفعہ دورانِ نماز بچے کے رونے کی آواز آتی تو آپ ﷺ نماز میں تخفیف فرمادیتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کو بلایا بذاتِ خود اس لڑکی کو خصوصی قمیص پہنائی، اور فرمایا: اس وقت تک پہنو کہ یہ پُرانی ہو جائے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک بچے کو گود

میں اٹھالیا، بچے نے کپڑے پر پیشاب کر دیا، آپ نے اس پر پانی بہا کر صاف کر لیا۔ (یعنی پاک کرنے والے طریقہ پر پاک کیا)

بچوں کے ساتھ مزاح

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، اس کا نام ابو عمیر تھا، (اس کے پاس ایک چڑیا تھی) آپ ﷺ آئے ابو عمیر سے فرمانے لگے: ''يَا أَبَا عُمَيْرُ ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ ؟'' یعنی اے ابو عمیر تمہاری چڑیا کا کیا ہوا؟

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 612 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

آپ ﷺ مشغولیت و مصروفیت کے باوجود صحابہ کرام کی اولاد کے ساتھ نرمی، محبت، انسیت اور الفت کا معاملہ فرماتے، انھیں خوش کرنے کی ترکیبیں اپناتے، جس چیز سے بچوں کی دل لگی ہو جاتی اس کے بارے استفسار فرماتے جیسا کہ ابو عمیر کے پرندے کے بارے استفسار فرمایا، آپ ﷺ کے سوال کردہ اس محبت بھرے جملے سے کئی مسائل نکالے جا سکتے ہیں۔

پیغام حدیث

یہ حدیث بظاہر ایک مختصر واقعہ ہے، مگر اس کے اندر بچوں کی نفسیات، جذباتی تربیت اور تعلق سازی کے ایسے عظیم اصول پوشیدہ ہیں جنہیں آج جدید چائلڈ سائیکالوجی (Child Psychology) اور ایموشنل انٹیلیجنس (Emotional

(Intelligence) کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کا یہ انداز واضح کرتا ہے کہ بچوں کی تربیت صرف نصیحت، حکم یا اصلاح کا نام نہیں بلکہ ان کے دل تک رسائی، ان کے جذبات کی قدر اور ان کی دنیا کو سمجھنے کا نام ہے۔

بچوں کی دنیا کو اہمیت دینا

اس حدیث کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ایک چھوٹے بچے کی دلچسپی کو اہمیت دی۔ ایک چڑیا بظاہر ایک معمولی چیز تھی، مگر بچے کے لیے وہ خوشی، انسیت اور جذباتی وابستگی کا مرکز تھی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اس دلچسپی کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں فرمایا بلکہ اس کے بارے میں سوال کیا۔ یہی حقیقی تربیت ہے۔

آج کی ماڈرن (Modern) نفسیات کہتی ہے کہ جب والدین یا اساتذہ بچوں کی دلچسپیوں کو اہمیت دیتے ہیں تو بچے کے اندر سیلف ورتھ (Self-Worth) بڑھتی ہے، اعتماد پیدا ہوتا ہے، اور تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے صدیوں پہلے یہ عملی اصول سکھا دیا۔

تربیت اور ایموشنل کونیکشن (Emotional connection)

تربیت اُس وقت مؤثر ہوتی ہے جب بچے کے دل میں اعتماد اور محبت ہو۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ابو عمیر رضی اللہ عنہ سے سوال کر کے یہ ظاہر فرمایا کہ:

”میں تمہارے احساسات کو سمجھتا ہوں، تمہاری خوشی اور غم میرے لیے اہم ہیں۔“

یہی ایموشنل کونیکشن (Emotional Connection) ہے۔

آج جدید تربیتی ماہرین کہتے ہیں کہ کونیکشن بیفور کوریکشن Connection before Correction یعنی بچے کی اصلاح سے پہلے اُس کے دل سے جڑنا ضروری ہے۔ اگر والدین یا اُستاد صرف ڈانٹ، حکم اور تنقید کے ذریعے تربیت کرنا چاہیں تو اکثر بچے ضد، خوف یا دُوری کا شکار ہو جاتے ہیں، لیکن جب محبت، توجہ، اعتماد اور احساسِ قرب پیدا کیا جائے تو وہی بچہ آسانی سے بات قبول کر لیتا ہے۔ اس کو ایک سادہ سی موبائل کے بلیو ٹوتھ (Bluetooth) جیسی مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ؛ جب تک دو ڈیوائسز (devices) آپس میں کونیکٹ (connect) نہ ہوں، اُس وقت تک ڈیٹا ٹرانسفر (data transfer) نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب تک بچے کے دل کے ساتھ جذباتی تعلق قائم نہ ہو، اُس وقت تک نصیحت، تعلیم اور اصلاح مؤثر انداز میں منتقل نہیں ہوتی۔ نبیِّ کریم ﷺ کی تربیت کا انداز بھی یہی تھا کہ آپ ﷺ پہلے محبت، شفقت اور اعتماد کا رشتہ قائم فرماتے، پھر اصلاح فرماتے تھے، اسی لیے آپ ﷺ کی باتیں دلوں میں اتر جاتی تھیں۔ جدید سائیکالوجی (psychology) بھی یہی کہتی ہے کہ مضبوط رشتہ، کامیاب تربیت کی بنیاد ہے۔

بچوں سے ان کی سطح پر گفتگو

رسولِ اکرم ﷺ نے بچے (ابو عمیر) سے اس کے مزاج کے مطابق گفتگو فرمائی۔ یہ نبوی کمیونیکیشن اسکل (Communication Skill) کی اعلیٰ مثال

ہے۔ آپ ﷺ نے نہایت سادہ، محبت بھرے اور playful انداز میں سوال کیا۔
یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بچوں کی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ ان سے ان کی سمجھ، عمر اور نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔ آج اسے ایج اپروپری ایٹ کمیونیکیشن (Age-Appropriate Communication) کہا جاتا ہے۔ کئی والدین بچوں سے بڑے لوگوں جیسی توقعات رکھتے ہیں، جس سے فاصلہ پیدا ہوتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کا انداز اس کے برعکس تھا۔

مصروفیت کے باوجود توجہ دینا

حدیث کا ایک نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اپنی عظیم ذمہ داریوں، دعوت، قیادت اور امت کے معاملات کے باوجود بچوں کو وقت دیتے تھے۔
یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ بچے attention نہیں، affection چاہتے ہیں۔
آج کے دور میں اکثر والدین ڈیجیٹل (Digital) مصروفیات، موبائل (Mobile)، سوشل میڈیا (Social Media) اور کام کی وجہ سے بچوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مالی سہولیات کافی ہیں۔
حالانکہ بچے کے لیے سب سے بڑی ضرورت والدین کی توجہ اور وقت ہے۔
رسولِ اکرم ﷺ کا یہ عمل ہمیں بتاتا ہے کہ چند لمحوں کی مخلصانہ توجہ بھی بچے کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔

کھیل اور مزاح کی تربیتی اہمیت

رسولِ اکرم ﷺ کا یہ سوال بظاہر مزاحیہ اور ہلکا پھلکا تھا۔
یہ بچوں کے ساتھ healthy humor کی بہترین مثال ہے۔
اسلام خشک مزاجی یا غیر فطری سنجیدگی نہیں سکھاتا۔
بلکہ بچوں کے ساتھ خوش مزاجی، لطافت اور محبت آمیز مزاح کو پسند کرتا ہے۔
جدید ایجوکیشنل سائیکالوجی (Educational Psychology) کے مطابق playful interaction بچوں کی ذہنی نشوونما، جذباتی توازن، اور سماجی اعتماد کو بڑھاتا ہے یہی وجہ ہے کے ترقی یافتہ ممالک کے پرائمری اور پری پرائمری سکول (Pre primary school) کی کلاسز (classes) میں بچوں کے مزاج کو خوش رکھنے کے لئے کھیل کود کا سامان کتابوں کی بنسبت زیادہ ہوتا ہے۔

بچے کی فیلینگز (feelings) کو سمجھنا

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو عمیر کی چڑیا مر گئی تھی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اس کا ذکر کر کے دراصل بچے کے غم کو acknowledge کیا۔ یہ غیر معمولی تربیتی شعور ہے۔ آج اسے ایموشنل ویلیڈیشن (Emotional Validation) کہا جاتا ہے۔
یعنی بچے کے جذبات کو تسلیم کرنا۔ اکثر بڑے بچوں کے غم کو معمولی سمجھ کر کہتے ہیں "یہ تو چھوٹی سی بات ہے" مگر رسولِ اکرم ﷺ نے بچے کے احساسات کو اہمیت

دی۔ یہ بچوں کی نفسیاتی صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں والدین اور اساتذہ کو چاہیے کہ

- بچوں کی دلچسپیوں کو اہمیت دیں۔
- ان کے سوالات سنیں۔
- ان سے دوستانہ گفتگو کریں۔
- مصروفیت کے باوجود وقت نکالیں۔
- ان کے جذبات کو سمجھیں۔
- اور ان کی چھوٹی خوشیوں میں شریک ہوں۔

نیا پھل بچوں کو دینا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فصل کا کوئی پھل پکتا تو لوگ اسے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا کرتے تھے آپ اس پر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ خدایا ہمیں اپنے مدینے میں اور اپنے پھل میں اور اپنے مد اور اپنے صاع میں برکت دے۔ اس دعا کے بعد جو بچے حاضر خدمت ہوتے ان میں سے سب سے چھوٹے کو وہ پھل عنایت فرماتے۔

(سیرت رسول عربی)

اپنے ایکشن (action) سے بچوں کی تربیت

اپنے مبارک افعال کے ذریعے بھی بچّوں کی تربیت فرماتے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بچّوں کو

سلام کرنے میں پہل کیا کرتے

(بخاری،4/170،حدیث:6247)

تاکہ انہیں سلام میں پہل کرنے کی عادت ہو جائے۔آپ نے بچّوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ بڑوں کو سلام کرنے میں پہل کیا کریں۔

(بخاری،4/167،حدیث:6234ماخوذاً)

جب کوئی بچّہ غلط کام کرتا تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے شفقت و نرمی سے سمجھاتے،اس کے حق میں دعا بھی فرماتے، ممنوعات سے منع فرماتے۔

پتھر مت مارا کرو

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بچپن میں مدینہ شریف کے باغوں میں جایا کرتے اور کھجور کے درختوں پر پتھر مار کر کھجوریں گرا کر کھجور کھاتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرمی سے فرمایا: پتھر مت مارا کرو البتہ جو کھجوریں پک کر نیچے گر جاتی ہیں، انہیں کھالیا کرو۔(وہ صحابی فرماتے ہیں) پھر آپ نے محبت سے میرے سَر پر ہاتھ پھیرا اور میرے حق میں دعا فرمائی: ‘‘اَللّٰھُمَّ أَشْبِعْ بَطْنَهُ’’ ‘‘اے اللہ! اس کا پیٹ بھر دے۔’’

(ابوداؤد،3/56،حدیث:2622ماخوذاً)

پیغام حدیث

یہ واقعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے مثال تربیتی اسلوب کی نہایت خوبصورت مثال ہے یہ مختصر واقعہ بچوں کی تربیت کے ایسے گہرے اصول سکھاتا ہے جنہیں آج جدید چائلڈ ڈویلپمنٹ(Child Development)، پازیٹو ڈسپلن

(Positive Discipline)اور بیہیویئرل سائیکالوجی(Behavioral Psychology)میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

غلطی پر سختی نہیں، رہنمائی

اس واقعے کا سب سے اہم سبق یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے بچے کی غلطی کو جرم کے طور پر نہیں بلکہ سیکھنے کے ایک موقع کے طور پر دیکھا۔
آپ ﷺ چاہتے تو ڈانٹ سکتے تھے، سخت الفاظ استعمال کر سکتے تھے یا سزا دے سکتے تھے، مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے صرف یہ بتایا کہ یہ طریقہ درست نہیں، اور اس کا بہتر متبادل کیا ہے۔
یہی جدید پازیٹو کریکشن(Positive Correction)کا بنیادی اصول ہے۔
آج ماہرینِ تربیت کہتے ہیں کہ بچے کو صرف "یہ غلط ہے" کہنا کافی نہیں، بلکہ اسے یہ بھی بتایا جائے کہ "صحیح کیا ہے۔" رسولِ اکرم ﷺ نے یہی طریقہ اختیار فرمایا۔

الٹرنیٹو(alternative)دینا نبوی تربیت کا سنہری اصول

آپ ﷺ نے صرف منع نہیں فرمایا بلکہ جائز راستہ بھی بتایا: "جو کھجوریں خود نیچے گری ہوں، انہیں کھا لیا کرو۔"
یہ تربیت کا نہایت اعلیٰ اصول ہے۔
اکثر والدین بچوں کو صرف روک دیتے ہیں

یہ نہ کرو

وہ نہ کرو

یہ غلط ہے

لیکن متبادل یا الٹرنیٹو (alternative) نہیں دیتے۔اس سے بچہ الجھن کا شکار ہوتا ہے۔رسولِ اکرم ﷺ نے کوریکٹو انسٹرکشن (corrective instruction) کے ساتھ کنسٹریکٹو الٹرنیٹو (constructive alternative) بھی دیا۔یہ جدید سلوشن بیسڈ لرننگ (Solution-Based Learning) کہلاتا ہے۔

بچے کی ضرورت کو سمجھنا

رسولِ اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ "تم نے ایسا کیوں کیا؟"

کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ بچے نے یہ حرکت کسی شرارت یا فساد کی نیت سے نہیں بلکہ بھوک یا فطری خواہش کی وجہ سے کی۔یہی ایمپیتھی (Empathy) ہے۔یعنی بچے کے عمل کے پیچھے موجود ضرورت یا احساس کو سمجھنا۔

آج کی ماڈرن (Modern) تربیتی نفسیات کہتی ہے کہ ہر غلط رویے کے پیچھے ایک انمٹ نیڈ (unmet need) ہوتی ہے۔رسولِ اکرم ﷺ نے صدیوں پہلے یہ اصول عملاً سکھا دیا۔

اصلاح کے بعد محبت

اس واقعے کا سب سے دل نشین پہلو یہ ہے کہ اصلاح کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ یہ محض شفقت کا اظہار نہیں تھا بلکہ ایک گہرا تربیتی پیغام تھا۔اس کا مطلب یہ تھا ''میں تمہاری غلطی کی اصلاح کر رہا ہوں، مگر میری محبت تمہارے لیے برقرار ہے۔''یہی healthy تربیت ہے۔

اکثر بچوں کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ غلطی کرنے کے بعد وہ محبت کے مستحق نہیں رہے۔رسولِ اکرم ﷺ نے اس تصور کو ختم کیا۔

جدید ایموشنل سیکورٹی (Emotional Security) کی بنیاد یہی ہے کہ بچہ یہ محسوس کرے:''غلطی میری ہو سکتی ہے، مگر میری قدر کم نہیں ہوئی۔''

دعا تربیت کا روحانی پہلو

رسولِ اکرم ﷺ نے صرف سمجھایا نہیں بلکہ دعا بھی فرمائی:''اے اللہ! اس کا پیٹ بھر دے۔''یہ نبوی تربیت کا منفرد انداز ہے۔

آج والدین بچوں کی اصلاح تو کرتے ہیں، مگر ان کے لیے دعا کو تربیت کا حصہ کم بناتے ہیں۔اسلامی تربیت میں اصلاح کے ساتھ دعا بھی ضروری ہے۔یہ بچے کے لیے روحانی سرمایہ ہے۔یہ اسپریچوئل سپورٹ (Spiritual Support) کی بہترین مثال ہے۔

ماڈرن دور ہمارے لئے اس واقعے کی عملی تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ اگر بچہ آج کوئی غلطی کرے، مثلاً:

◉ کسی کی چیز اٹھالے۔
◉ بد تمیزی کر دے۔
◉ غلط جگہ کھیل لے۔
◉ یا نقصان پہنچادے۔

تو والدین کو نبوی اسلوب اپنانا چاہیے وہ ایسے کہ

◉ پہلے نرمی سے سمجھائیں۔
◉ اس کی ضرورت کو سمجھیں۔
◉ درست متبادل بتائیں۔
◉ اصلاح کے بعد محبت دیں۔
◉ اور اس کے لیے دعا کریں۔

یہی پازیٹو پیرنٹنگ (Positive Parenting) ہے۔

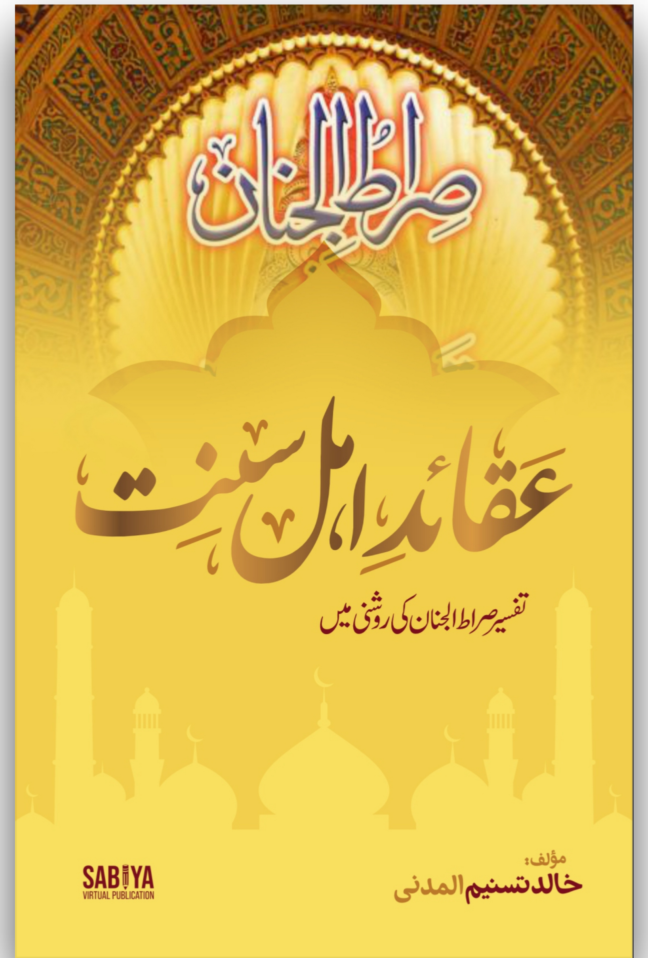
سزاؤں کے بجائے تربیت

آج کئی گھروں میں تربیت کا مطلب ڈانٹ، چیخنا یا مارنا سمجھ لیا گیا ہے۔
یہ رویہ بچے میں خوف، ضد، جھوٹ اور فاصلے پیدا کرتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کا اسلوب بتاتا ہے کہ حقیقی تربیت خوف سے نہیں، تعلق سے ہوتی ہے۔

ڈیئر ریڈرز!

یہ واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ بچوں کی غلطیوں کو محبت، حکمت اور شفقت کے ساتھ درست فرماتے تھے۔ آپ ﷺ صرف منع نہیں فرماتے تھے بلکہ بہتر راستہ دکھاتے، محبت دیتے اور دعا فرماتے تھے۔

اندازِ نبوی یہ ہے کہ بچے کی غلطی کو سزا کا موقع نہیں بلکہ تربیت کا موقع سمجھا جائے۔ نرمی سے اصلاح، محبت سے دلجوئی اور دعا کے ذریعے شخصیت سازی یہی کامیاب تربیت کا سنہری اصول ہے



تربیت اولاد کے آداب

ذیل میں ہم سب سیرتِ نبوی ﷺ کے آئینے میں چند خاص امور پیشِ نظر کرتے ہیں جن کو اپنا کر والدین اپنے بچوں کی احسن انداز میں تربیت کر سکتے ہیں۔
بچوں کو سکھایا جائے کہ جب وہ بڑوں کے ساتھ چلیں تو ان کے آگے نہ چلیں۔ جب وہ بڑوں کے ہمراہ ہوں تو بڑوں سے پہلے گھر میں داخل نہ ہوں۔ بڑوں سے مراد صرف گھر کے بڑے افراد اور والدین نہیں بلکہ اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو عمر میں بچے سے بڑا ہو۔ والدین تو لائقِ تعظیم ہوتے ہیں ان کا احترام کرنا، ان کا ادب کرنا اور ان کا حکم ماننا تو بچوں کا فرض ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ کوئی بھی بڑا بزرگ ہو اس کا بھی ادب واحترام بچوں کو کرنا چاہیے۔ سکول میں اکثر معمر افراد ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔ ہمسایوں میں ایسے افراد رہتے ہیں ان کے ساتھ بھی اخلاق اور ادب واحترام سے پیش آنا چاہیے۔ کوئی بھی بڑا بزرگ ہو اس کے ساتھ بچوں کو ادب اور تعظیم سے پیش آنا چاہیے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بڑوں کے ساتھ ادب، عزت اور تعظیم سے پیش آنے کی تلقین فرمائی ہے اور بڑوں کا یہ حق قرار دیا کہ بچے اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کا احترام کریں اور ان کے مرتبے کا خیال رکھیں۔

بڑوں کا ادب چھوٹوں سے شفقت

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا

جو ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

(أحمد بن حنبل، المسند، 2: 207، رقم: 6937)

اولاد کو رسول اللہ ﷺ اور آلِ رسول سے محبت کی تلقین

محبتِ رسول ﷺ کامل ایمان کی علامت ہے اور بچوں میں حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور اطاعت پیدا کرنا والدین کا شرعی فریضہ ہے اور یہ حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وَقِرَائَةِ الْقُرْآنِ

ترجمہ: اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ: اپنے نبی کی محبت، حضور نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت اور قرآن کی تلاوت۔

(الجامع الصغیر، 1: 25، رقم: 311)

لہذا ضروری ہے کہ والدین جس طرح دیگر امور بچوں کو سیکھانے کے متمنی اور خواہش مند ہوتے ہیں اس سے کئی زیادہ اہتمام اور شوق کے ساتھ بچوں میں محبتِ

رسول ﷺ اور اطاعتِ رسول ﷺ پیدا کرنے کا ماحول اور مؤثر طریقے بچوں کو فراہم کریں۔

بچوں میں محبتِ رسول ﷺ پیدا کرنے کے طریقے

اس کے لئے مندرجہ ذیل طریقے بھی اپنائے جاسکتے ہیں اللہ تعالی کی رحمت سے قوی امید ہے کہ اس انداز کو اپنانے سے بچے درست اسلامی نہج پر پروان چڑھیں گے

1۔ بچوں کو حضور نبی اکرم ﷺ کے احترام، ادب اور عزت و توقیر کی ترغیب دیں۔

2۔ بچوں کو سیرتِ رسول ﷺ کے واقعات سنائے جائیں۔

3۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بچوں کے ساتھ محبت و شفقت کے واقعات سنائے جائیں۔

4۔ والدین اپنے بچوں کے دل میں حُبِ نبی ﷺ پیدا کرنے کے لیے رات کو سونے سے پہلے یا فارغ اوقات میں مختلف کتب سے حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات، حسن و جمال اور اخلاق حسنہ پر مبنی منتخب واقعات و عبارات پڑھ کر سنائیں۔

5۔ والدین بچوں کو درود و سلام پڑھنا سکھائیں اور اس کے اجر و ثواب کی اہمیت کو اُجاگر کریں۔

6۔ بچوں کو بتائیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک لیا جائے تو 'صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' کہا جائے۔

7۔ والدین زیادہ سے زیادہ ایسی محافل کا انعقاد کریں جن میں تذکارِ سیرت و رسالت ہوں۔ بالخصوص ربیع الاول کے مبارک ماہ کی آمد کی بھرپور تیاری اور محرم الحرام

کے آداب سے متعلق بچوں کے ساتھ گھر کی سطح پر منتخب موضوعات پر تبادلہ خیال کریں۔

8۔نعت کی سماعت حضور نبی اکرم ﷺ سے فروغ محبت کا بڑا پُر اثر ذریعہ ہے چنانچہ بچوں کو نعتیں سماعت کرنے اور پڑھنے کی ترغیب دی جائے اور ایسی محافل نعت کا انعقاد کیا جائے جن میں بچوں کو بھی نعت پڑھنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔

9۔مائیں گھروں میں بچوں کو حضور نبی اکرم ﷺ کے پسندیدہ کھانوں کی پیار بھرے انداز میں ترغیب دیں۔اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسے کھانے خود کھا کر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

والدین جب بچوں میں اوائل عمری سے ہی حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ یک گونہ ذہنی وجذباتی وابستگی پیدا کرنے کے لیے انہیں اس طرح کا ماحول دیں گے تو باشعور ہونے تک ان کے قلوب واذہان میں حضور ﷺ کی محبت، تعظیم و توقیر اور اطاعت و اتباع کے پہلو راسخ ہو چکے ہوں گے۔

ٹین ایج(Teenage)میں لرننگ فوکس(learning focus)

صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے بچوں کو ایمان اور اسلام کی تعلیم دیتے تھے،اور اس کے لیے ہر کوئی دستیاب وسائل اور ذرائع استعمال کرتا تھا۔

چنانچہ سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:"ہم نبی مکرم ﷺ کے ہمراہ تھے اور ہم قریب البلوغ لڑکے تھے،تو ہم نے قرآن کریم کی تعلیم لینے سے پہلے

ایمان سیکھا، پھر جب ہم نے قرآن سیکھا تو ہمارا ایمان قرآن کی وجہ سے مزید بڑھ گیا۔

"النہایۃ فی غریب الحدیث"(1 / 380)

نابالغ بچے کا قرآن سیکھنا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ :

"رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو میری عمر اس وقت 10 سال تھی اور میں نے اس وقت تک محکم سورتیں پڑھ لی تھیں۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث 5035 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

محکم سورتوں سے مراد مفصل سورتیں ہیں، اور مفصل سورتیں سورۃ ق یا حجرات (اہل علم کے ہاں اس میں اختلاف ہے) سے سورۃ الناس تک سورتوں کو کہتے ہیں۔

نابالغ بچے کا مفصل سورتوں کا سیکھنا

اسی طرح سیدنا البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ : "ہمارے پاس سب سے پہلے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے، یہ دونوں ہی لوگوں کو پڑھایا کرتے تھے، پھر سیدنا بلال، سعد، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، پھر اس کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ 20 صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ تشریف لائے، پھر آپ ﷺ بھی مدینہ تشریف لے آئے، تو اس وقت میں نے اہل مدینہ کو دیکھا کہ انہیں آپ ﷺ کی آمد سے بڑھ کر کسی کے آنے کی خوشی نہیں ہوئی تھی، یہاں تک کہ آپ

ﷺ کی آمد پر بچیوں کی زبان زد عام تھا کہ: "رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں" اور میں اس وقت مفصل سورتوں میں سے سورۃ الاعلیٰ پڑھ چکا تھا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث 3925 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

سیدنا البراء بن عازب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی مدینہ منورہ آمد پر ابھی بچے تھے؛ کیونکہ جنگ بدر میں انہیں چھوٹے ہونے کی وجہ سے واپس بھیج دیا گیا تھا۔

بچوں میں سے جو سات سال کا ہو جاتا تو بچے کے اہل خانہ اس کی پانچوں نمازوں کی ادائیگی کا خیال رکھتے تھے، جیسے کہ ابھی بیان کردہ حدیث میں گزرا ہے، مزید برآں یہ بھی ہے کہ ہر کوئی اپنی سہولت کے پیش نظر نفلی نمازوں کا بھی اہتمام کرتا تھا۔

بچے بڑوں کو کاپی (copy) کرتے ہیں

جیسے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: "میں ایک رات اپنی خالہ کے پاس رہا، تو نبی مکرم ﷺ رات کو قیام کے لیے کھڑے ہوئے، تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا، تو میں آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہوا، آپ ﷺ نے میرے سر سے مجھے پکڑا اور اپنی دائیں جانب مجھے کھڑا کر لیا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث 699 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

سیکھنے کی باتیں

اس واقعے کو اگر آج کے تربیتی، تعلیمی (educational) اور نفسیاتی (psychological) تناظر میں دیکھا جائے تو یہ ایک مکمل پریکٹیکل میتھڈ

"practical method" کا نمونہ ہے، یعنی عملی ماحول میں سکھانے کا طریقہ۔
رسولِ اکرم ﷺ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو صرف زبانی ہدایت نہیں دی بلکہ انہیں عبادت کے ماحول میں شامل کیا، ان کی غلطی کو فوراً درست کیا اور درست طریقہ عملاً دکھا دیا۔ یہی جدید experiential learning ہے، یعنی "کر کے سیکھانا"۔

بچوں کو عبادت میں شامل کرنا

رسولِ اکرم ﷺ نے بچے کو رات کے قیام میں شامل ہونے سے نہیں روکا۔
یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بچوں کو دینی ماحول سے دور نہیں رکھنا چاہیے بلکہ مناسب انداز سے شامل کرنا چاہیے۔ آج کے دور میں یہ اصول یہ بتاتا ہے کہ بچوں کو عبادت، مسجد، اور دینی ماحول سے جوڑنا ان کی فطری تربیت کا حصہ ہے۔
یہ spiritual exposure ہے جو شخصیت میں ایمان، سکون اور تعلق پیدا کرتا ہے۔ جو احباب مسجد میں آئے ہوئے بچوں کو ڈانٹتے ہیں پھر وہ بچے دوبارہ مسجد یا تو بالکل ہی نہیں آتے یا پھر مسجد میں آنے سے کتراتے ہیں

فوری اور نرم اصلاح

جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بائیں جانب کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے

فوراً اصلاح فرمائی۔ یہ اصلاح نہ سختی سے کی گئی، نہ ڈانٹ کر، نہ نماز توڑ کر بلکہ نہایت نرم اور عملی انداز میں کی گئی۔ یہی جدید positive behavioral correction ہے۔

یاد رہے بچے کی غلطی کو فوراً درست کرنا ضروری ہے تاکہ غلطی عادت نہ بن جائے، مگر اس کا انداز نرم ہو۔

جسمانی زبان کے ذریعے تربیت

رسول اللہ ﷺ نے صرف الفاظ استعمال نہیں کیے بلکہ ہاتھ سے پکڑ کر دائیں جانب کھڑا کیا۔ یہ non-verbal teaching ہے۔ یعنی عمل کے ذریعے سکھانا دیکھ کر اور محسوس کر کے سمجھانا۔ آج کی تعلیم میں اسے kinaesthetic learning کہا جاتا ہے۔

بچے اکثر سننے سے زیادہ دیکھنے اور محسوس کرنے سے سیکھتے ہیں۔

احترام اور مقام کی تعلیم

دائیں جانب کھڑا کرنا صرف ایک ترتیب نہیں بلکہ احترام اور سنت کی تعلیم بھی ہے۔ یہ بچے کو یہ شعور دیتا ہے کہ ہر عمل کا ایک طریقہ اور ادب ہوتا ہے اور صحیح طریقہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ یہ discipline-based learning ہے۔

اعتماد سازی(Confidence Building)

رسول اللہ ﷺ نے بچے کو جماعت سے الگ نہیں کیا بلکہ ساتھ رکھا۔ یہ عمل بچے میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ میں اہم ہوں مجھے عبادت میں شامل کیا جا رہا ہے میں امت کا حصہ ہوں۔ یہی modern اصطلاح میں inclusion and confidence building ہے۔

عبادت کو محبت سے جوڑنا

اس واقعے میں سب سے اہم بات جو نوٹ کرنے والی ہے وہ یہ کہ اس پورے واقعے میں سختی کا کوئی عنصر نہیں۔ اس سے بچے کے ذہن میں عبادت کا تصور خوف نہیں بنتا بلکہ محبت اور تعلق بنتا ہے۔ یہی positive association with religion ہے۔

ڈیئر ریڈرز! لہذا ہمیں چاہیے کہ

1۔ بچوں کو عبادت کے ماحول میں شامل کیا جائے تاکہ ان میں دینی وابستگی پیدا ہو۔
2۔ غلطی پر فوراً مگر نرمی سے اصلاح کی جائے تاکہ غلط عادت مضبوط نہ ہو۔
3۔ عمل کے ذریعے سکھایا جائے صرف بات کافی نہیں، عملی رہنمائی ضروری ہے۔

4۔ بچوں کو اہمیت دی جائے انہیں ساتھ رکھ کر ان کا اعتماد بڑھایا جائے۔
5۔ عبادت کو خوف نہیں بلکہ محبت کے ساتھ جوڑا جائے تاکہ دین دل میں اتر جائے۔
اور مذکور حدیث اور واقعہ اس بات کی روشن مثال ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کا اندازِ تربیت محض احکامات دینے پر مبنی نہیں تھا بلکہ عملی رہنمائی، نرمی، شمولیت اور محبت پر قائم تھا۔
الغرض نبوی تربیت یہ ہے کہ بچے کو عمل میں شامل کیا جائے، غلطی کی فوراً مگر نرمی سے اصلاح کی جائے، اور عبادت کو محبت اور تعلق کے ساتھ جوڑا جائے۔ یہی وہ اسلوب ہے جو شخصیت بھی سنوارتا ہے اور ایمان بھی مضبوط کرتا ہے
ایسے ہی دور رسالت میں کچھ بچوں کو بچپن میں ہی روزہ رکھوادیا جاتا تھا تاکہ بڑا ہونے پر روزہ رکھنا آسان ہو جائے۔

بچوں کو ٹوئیز (Toys) فراہم کرنا

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ کہتی ہیں: (عاشورا کی صبح آپ ﷺ نے انصاریوں کے محلے میں ایک شخص کو پیغام دے کر بھیجا کہ: جس نے آج روزہ نہیں رکھا اور کھا پی لیا ہے تو وہ بقیہ دن کھانے پینے سے احتراز کرے، اور جس نے روزہ رکھا ہے تو وہ روزہ پورا کرے۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: تو ہم اس کے بعد سے عاشورا کا روزہ پابندی سے رکھنے لگے اور ہم اپنے بچوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھواتے تھے، اور بچوں کے لیے اون کا کھلونا بنا دیتے، تو جب

کوئی بچہ کھانے کے لیے روتا تو ہم اسے کھلونا دے دیتے تھے یہاں تک کہ افطاری کا وقت ہو جاتا تھا۔ ہے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث 1960 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)، (صحیح مسلم، رقم الحدیث 1136 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بچوں کا حج کرنا

کچھ بچوں کو بچپن میں ہی حج بھی کروا دیا جاتا تھا، جیسے کہ سیدنا السائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "مجھے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کروایا گیا اور میری اس وقت عمر 7 سال تھی۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث 1858 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

بچوں سے گھر کے کام کروانا

عہد رسالت میں بچے اپنے گھر والوں کے ساتھ اپنی طاقت اور صلاحیت کے مطابق روزہ مرہ کے کام بھی کرواتے تھے۔ چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:
"آپ ﷺ جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کا کوئی خادم نہیں تھا، تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! انس بہت سمجھدار بچہ ہے، یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ تو سیدنا انس کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کی اس دن سے سفر اور حضر دونوں میں خدمت کی اور آپ ﷺ نے مجھ سے کبھی کسی کام کے بارے میں جسے میں نے کر لیا ہو یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے اس طرح کیوں کیا؟ اسی طرح کسی ایسے کام کے

متعلق جسے میں نہ کر سکا تو آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث 2768 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)، (صحیح مسلم، رقم الحدیث 2309 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی خدمت شروع کی تو آپ کی عمر اس وقت 10 سال تھی۔

جیسے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان کی عمر اس وقت 10 سال تھی، تو میری نانی اور دادی مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت پابندی سے کرتے رہنے کی تاکید کرتی رہتی تھیں، اس طرح میں نے آپ ﷺ کی دس سال خدمت کی، چنانچہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو میں اس وقت 20 سال کا تھا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث 5166 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

بچوں کو پلے (play) کرنے کا ٹائم (time) دینا

چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: "میں گڑیوں کے ساتھ نبی مکرم ﷺ کے پاس کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلتی تھیں، تو جب آپ آتے تو آپ ﷺ سے ڈر کر میری سہیلیاں چھپ جاتیں، تو آپ ﷺ انہیں میری طرف بھیج دیتے تو وہ دوبارہ میرے ساتھ کھیلنے لگتیں۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث 2440 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سیکھنے کی باتیں

اس واقعے کو آج کے چائلڈ ڈویلپمنٹ(Child Development)اور ایجوکیشنل سائیکالوجی(Educational Psychology)کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ ایک مکمل چائلڈ فرینڈلی اینوائرمنٹ ڈیزائن "child-friendly environment design" ہے۔یعنی ایسا ماحول جہاں بچے اپنی فطری عمر کے مطابق کھیل سکیں
ان کی ذہنی نشوونما متاثر نہ ہو اور اخلاقی حدود بھی برقرار رہیں۔یہی modern تربیت کا بنیادی اصول ہے۔

بچوں کی فطری نشوونما کو تسلیم کریں

رسول اللہ ﷺ نے بچوں کے کھیل کو منع نہیں فرمایا۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بچپن صرف سیکھنے کا نہیں بلکہ کھیلنے اور تخلیقی نشوونما کا بھی دور ہے۔آج کی modern psychology بھی یہی کہتی ہے کہ کھیل(play)بچوں کی ذہنی،جذباتی اور سماجی ترقی کے لیے ضروری ہے۔

سیف گارڈنگ (safeguarding) کا اہتمام رکھیں

سہیلیاں جب نبی اکرم ﷺ کو دیکھ کر چھپ گئیں تو آپ ﷺ نے انہیں دوبارہ بھیجا۔ یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ بچوں کے لیے ایسا ماحول ہونا چاہیے جہاں وہ خوف کے بجائے سکون محسوس کریں۔

یہ آج کی زبان میں psychological safety ہے جس کو آپ ماڈرن دور میں سیف گارڈنگ (safeguarding) بھی کہہ سکتے ہیں۔ یعنی بچہ خوف، دباؤ یا غیر ضروری سختی کے بغیر اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکے۔

شخصیت میں خوف نہیں، اعتماد پیدا کریں

اگر بچوں کے سامنے مسلسل سخت ماحول ہو تو وہ خاموش ہو جاتے ہیں، دباؤ میں آ جاتے ہیں، اور اپنی فطری صلاحیتیں کھو دیتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے اس کے برعکس رویہ اختیار کیا۔ آپ ﷺ نے بچوں کے درمیان خوف ختم کر کے اعتماد پیدا کیا۔

یہی modern positive reinforcement ہے۔

بچوں کے درمیان social bonding کو فروغ دیں

اس واقعے میں یہ پہلو بھی واضح ہے کہ بچے آپس میں کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عمل کو برقرار رکھا۔ یہ آج کے دور میں social skills

development کہلاتا ہے۔
یعنی بچے ایک دوسرے کے ساتھ interact کرنا سیکھیں
sharing اور cooperation سیکھیں اور جو شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے، ہیلتھی ریلیشن شپ (healthy relationships) قائم کریں۔

تعلیم اور تربیت میں توازن

یہ واقعہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اسلام بچوں کی تربیت میں سختی اور آزادی کے درمیان توازن قائم کرتا ہے۔
نہ مکمل روک ٹوک
نہ بے لگام آزادی
بلکہ ایک متوازن ماحول۔
یہی آج کی بیلنسڈ پیرنٹنگ اپروچ balanced parenting approach ہے۔
رسول اللہ ﷺ کا بچوں کو دوبارہ کھیلنے دینا دراصل ایک عملی پیغام ہے کہ تربیت کا مطلب بچوں کی فطرت کو دبانا نہیں بلکہ اسے صحیح سمت دینا ہے۔
یہی compassionate leadership ہے۔

ڈیئر ریڈرز! ہمیں چاہیے کہ

1۔بچوں کے کھیل کو غیر ضروری طور پر نہ روکا جائے کیونکہ کھیل ان کی ذہنی ترقی کا حصہ ہے۔

2۔ایسا ماحول بنایا جائے جہاں بچے خوف محسوس نہ کریں یہ ان کی personality growth کے لیے ضروری ہے۔

3۔social interaction کو فروغ دیا جائے تاکہ بچے بہتر تعلقات قائم کرنا سیکھیں۔

4۔تربیت میں نرمی اور شفقت کو بنیادی اصول بنایا جائے سختی کے بجائے اعتماد پیدا کیا جائے۔

الغرض مذکورہ واقعہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ نبوی تربیت بچوں کی فطرت کو تسلیم کرتی ہے، اسے دبانے کے بجائے صحیح رخ دیتی ہے، اور ایک ایسا ماحول فراہم کرتی ہے جہاں بچہ محبت، اعتماد اور آزادی کے ساتھ اپنی شخصیت کو پروان چڑھا سکے۔

کیونکہ بچوں کی بہترین تربیت وہ ہے جس میں ان کی فطری ضروریات کو تسلیم کیا جائے، انہیں محفوظ ماحول دیا جائے، اور محبت کے ساتھ ان کی شخصیت کو سنوارا جائے۔یہی اندازِ نبوی ہے اور یہی جدید چائلڈ ڈویلپمنٹ کا بنیادی اصول بھی ہے

ایسے ہی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :(رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں میں اخلاق کے سب سے اچھے تھے، آپ ﷺ نے ایک دن مجھے کسی کام سے بھیجا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا۔حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ نبی ﷺ نے مجھے جس کام کا حکم دیا ہے میں اس کے لیے ضرور جاؤں گا۔تو میں چلا گیا اور راستے میں چند لڑکوں کے پاس سے گزرا، وہ بازار میں کھیل رہے تھے، پھر اچانک

(میں نے دیکھا) رسول اللہ ﷺ نے پیچھے سے میری گدی سے مجھے پکڑ لیا، میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اے چھوٹے انس! کیا تم وہاں گئے تھے جہاں (جانے کو) میں نے کہا تھا؟" میں نے کہا جی! ہاں، اللہ کے رسول اللہ ﷺ! میں جا رہا ہوں۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث 2310 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

آلِ محمد صدقہ نہیں کھاتے

ایک مرتبہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فوراً دیکھا تو نہایت شفقت کے ساتھ فرمایا:

"کَخْ کَخْ"

(یعنی اسے نکالو)

پھر فرمایا: "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم آلِ محمد صدقہ نہیں کھاتے؟"

(صحیح البخاری، رقم الحدیث 1491 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

سیکھنے کی باتیں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ ابھی بہت چھوٹے تھے۔ انہیں حلال و حرام کی باریکیوں کا علم نہ تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے بچپن ہی سے ان کی تربیت فرمائی۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سختی یا غصے سے نہیں بلکہ نرمی سے سمجھایا۔

لہذا ڈیئر ریڈرز! ہمیں چاہیے کہ

بچوں کو دینی حدود سے ابتدا ہی میں آشنا کیا جائے

غلطی پر فوری مگر نرمی سے اصلاح کی جائے

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے بھی تربیت کے اہل ہوتے ہیں یہ کہنا کہ "ابھی بچہ ہے" اس لئے تربیت کو ترک کر دینا درست انداز نہیں ہے

عقیدہ اور توکل کی تعلیم

ایک دن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے لڑکے! میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں:

اللہ کو یاد رکھو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا..."

اور آگے فرمایا:

"اگر ساری امت تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے تو وہ صرف اتنا ہی فائدہ دے سکتی ہے جتنا اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔"

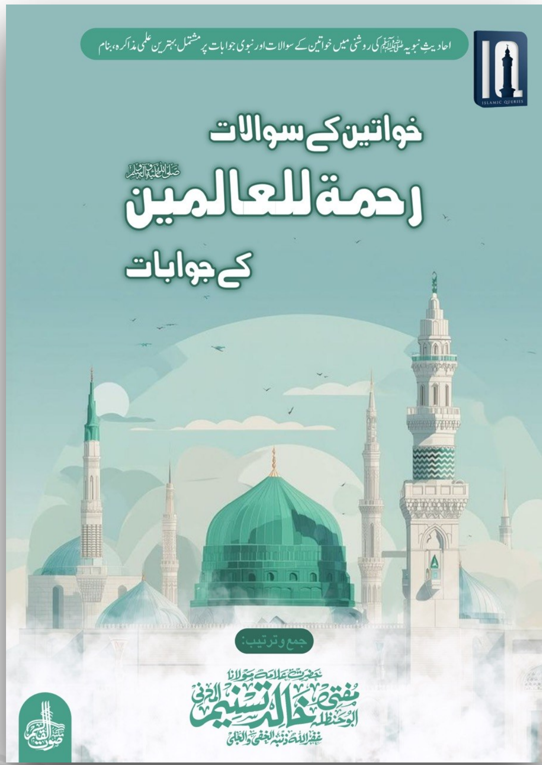
(جامع الترمذی، رقم الحدیث 2516)

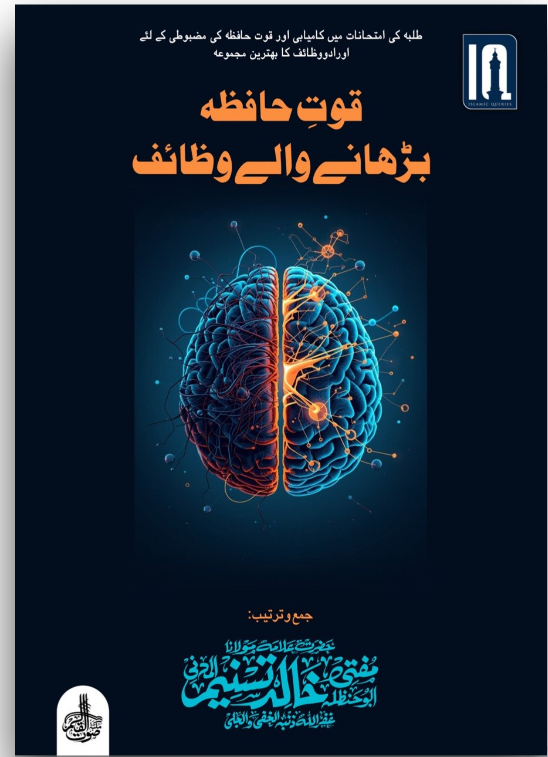
سیکھنے کی باتیں

یہ ایک بچے کو دی جانے والی عظیم ترین تربیتی نصیحتوں میں سے ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے کم عمر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو عقیدہ، توکل اور اللہ پر اعتماد کا ایسا درس دیا جو قیامت تک کے بچوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

ڈیئر ریڈرز! اس سے معلوم ہوا کہ
بچوں کو عقیدے کی تعلیم بچپن ہی سے دی جائے
یہ بھی معلوم ہوا کہ چھوٹی عمر میں بڑی باتیں (ان کے عمر کے مناسب ہوں) سکھائی جاسکتی ہیں
نیز اعتماد اور توکل کی بنیاد بچپن میں ہی رکھی جائے

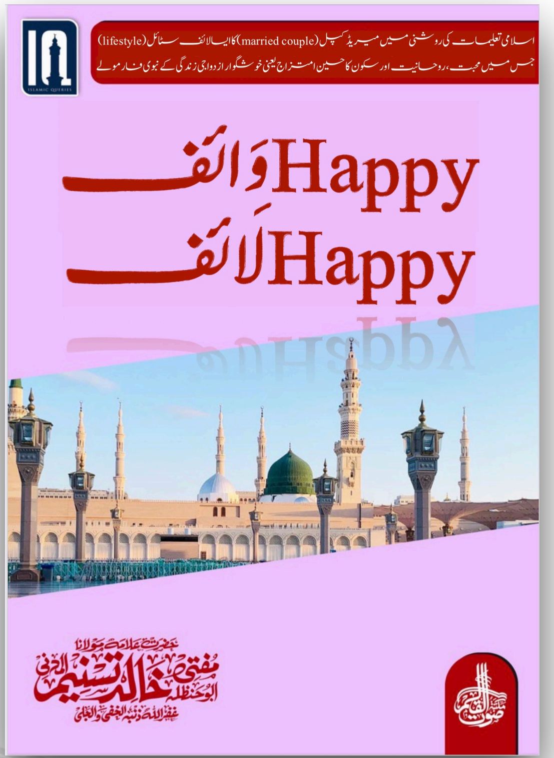
خالد تسنیم مدنی کی دیگر تالیفات

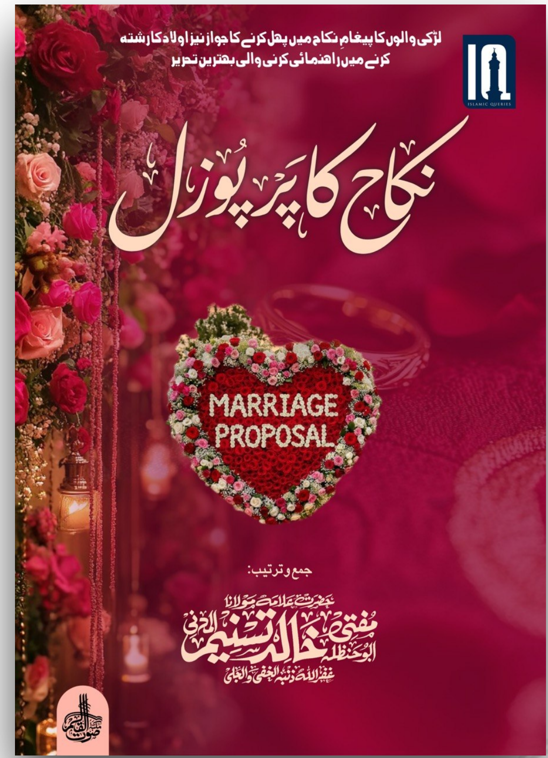


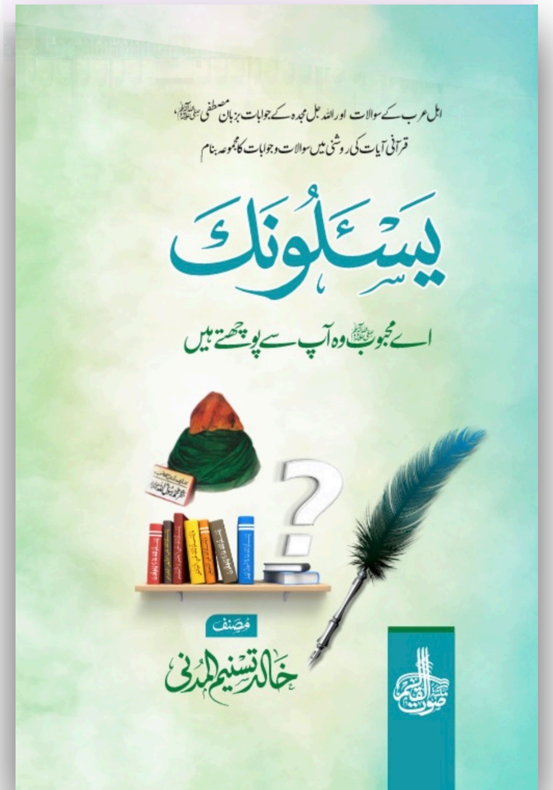


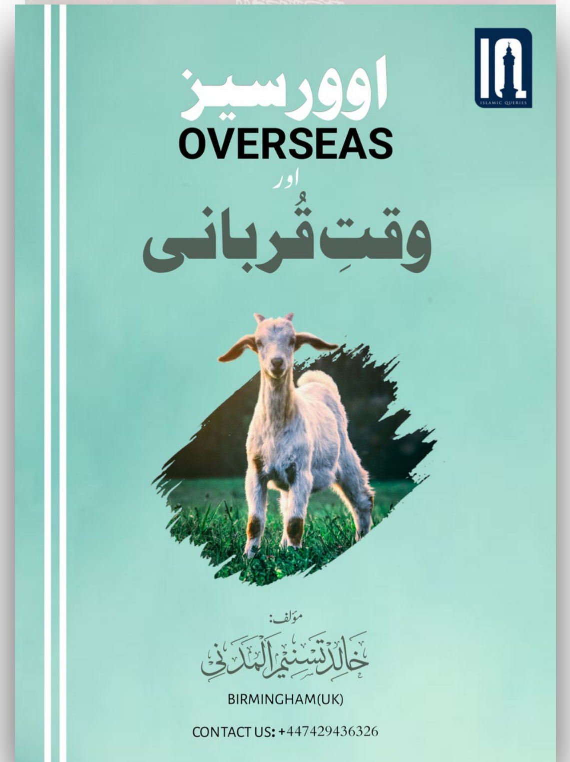


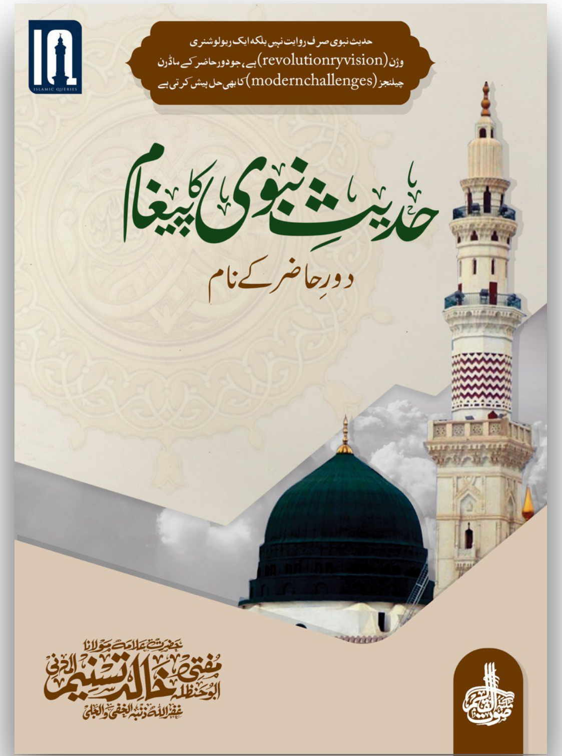



Happy وائف
Happy لائف


نکاح کا پرپوزل
MARRIAGE PROPOSAL
جمع وترتیب:

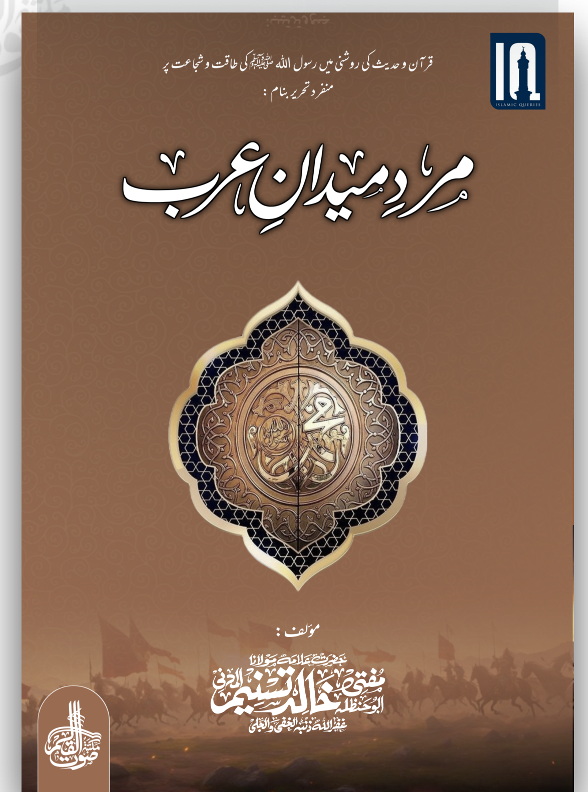

یسئلونك
اے محبوب ﷺ وہ آپ سے پوچھتے ہیں
مصنف
خالد تسنیم المدنی


اوورسیز
OVERSEAS
اور
وقتِ قربانی
مؤلف:
خالد تسنیم المدنی
BIRMINGHAM(UK)
CONTACT US: +447429436326

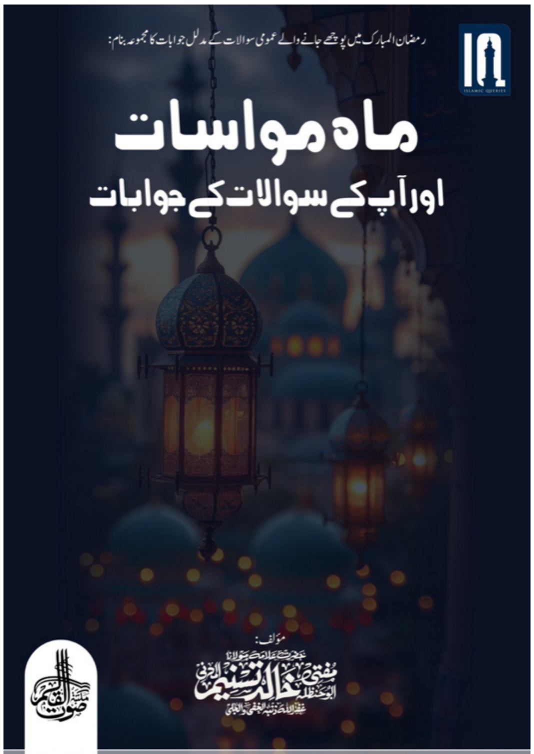

حدیثِ نبوی کا پیغام
دورِ حاضر کے نام

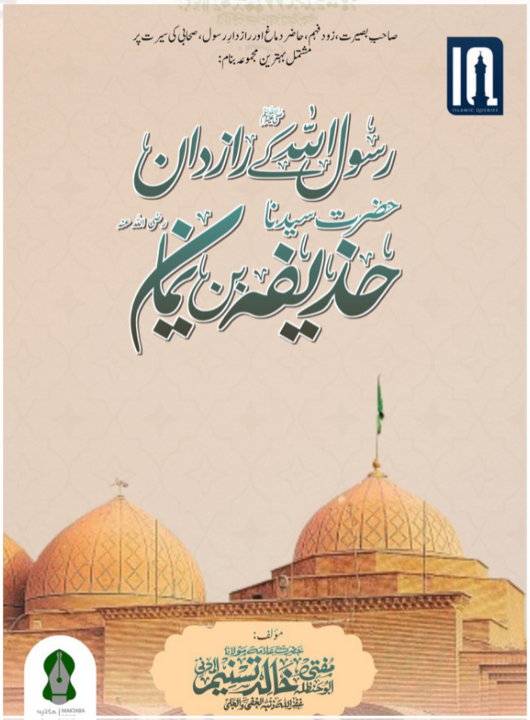

انسان کی پرسنل لائف (personallife) اور پرائیویسی (privacy) کے اسلامی تصور (Islamicconcept) پر مشتمل بہترین کتاب
پرائیویسی اور اسلام
PRIVACY
AND ISLAM
جمع و ترتیب:


سچائی، شعور اور سماجی بصیرت پر مشتمل ذوق مطالعہ کو بڑھانے والا
ایک خوبصورت اور معتبر گلدستہ
مزاجِ تسنیم
مؤلف:

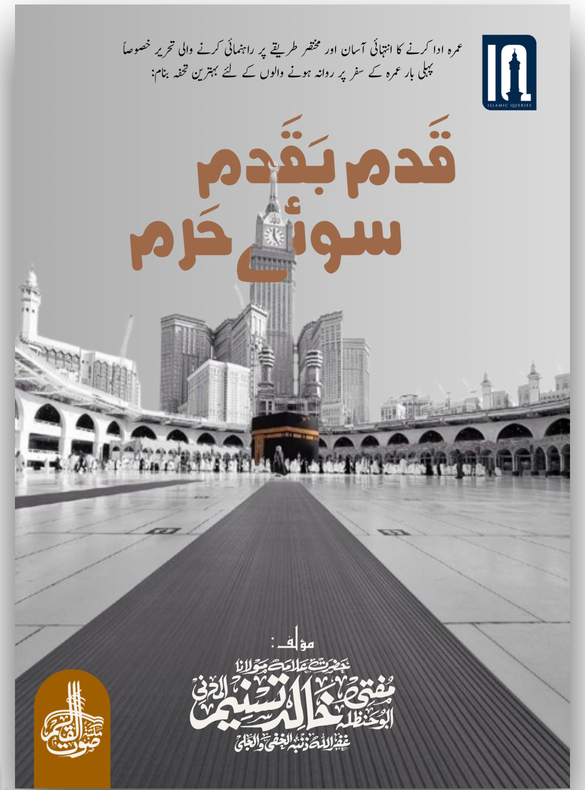

مردِ میدانِ عرب
مؤلف :

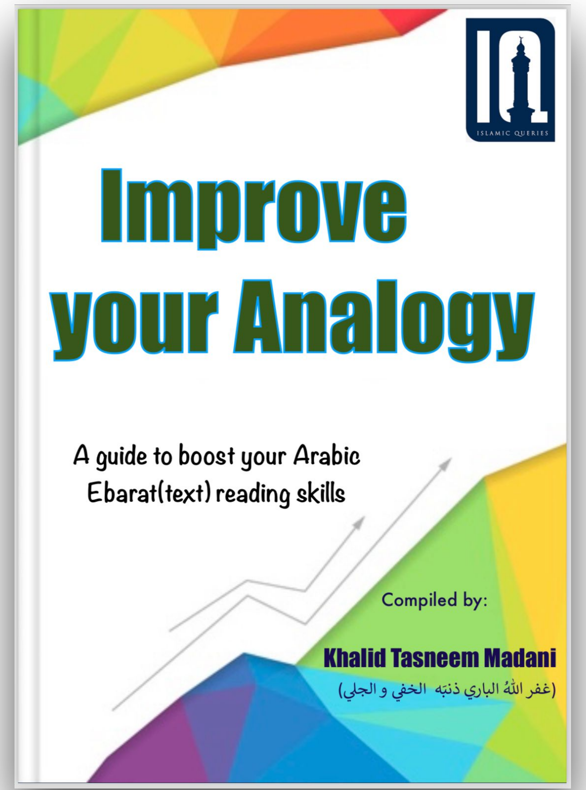

باب الاعتکاف
ایام معدودات
اور آپ کے سوالات
مؤلف:

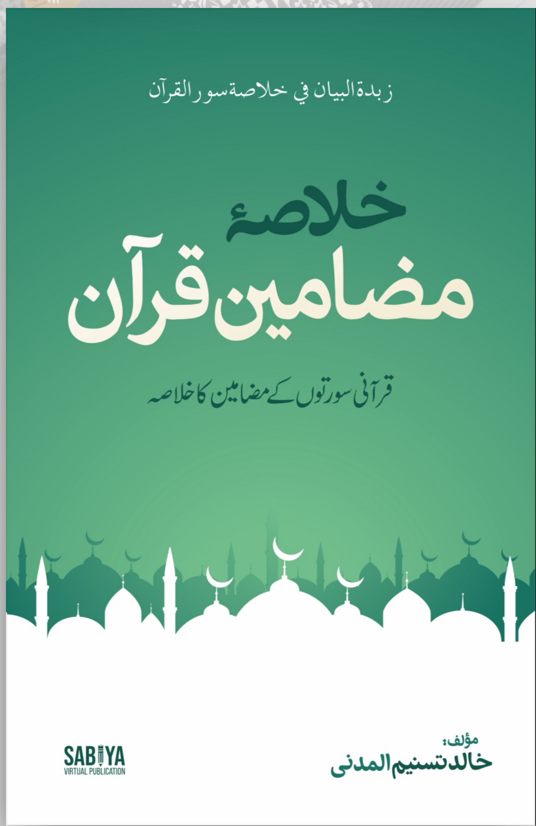

رمضان المبارک میں پوچھے جانے والے عمومی سوالات کے مدلل جوابات کا مجموعہ بنام:
ماہ مواسات
اور آپ کے سوالات کے جوابات
مؤلف:


صاحب بصیرت، زود فہم، حاضر دماغ اور رازدارِ رسول، صحابی کی سیرت پر مشتمل بہترین مجموعہ بنام:
رسول اللہ ﷺ کے رازدان
حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
مؤلف:


باب صدقۃ الفطر
ایّام معدودات
اور آپ کے سوالات
مؤلف:


عمرہ ادا کرنے کا انتہائی آسان اور مختصر طریقے پر راہنمائی کرنے والی تحریر خصوصاً
پہلی بار عمرہ کے سفر پر روانہ ہونے والوں کے لئے بہترین تحفہ بنام:
قَدم بَقَدم
سوئے حَرم
مؤلف:
حضرت علامہ مولانا
مفتی ابو حنظلہ خالد تسنیم المدنی
غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی


Improve
your Analogy
A guide to boost your Arabic
Ebarat(text) reading skills
Compiled by:
Khalid Tasneem Madani
(غفر اللهُ الباري ذنبَه الخفي و الجلي)


زبدة البيان في خلاصة سور القرآن
خلاصہ
مضامین قرآن
قرآنی سورتوں کے مضامین کا خلاصہ
SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION
مؤلف:
خالد تسنیم المدنی


بچوں کے تحائف کا شرعی حکم
Gifts
مؤلف:
خالد تسنیم المدنی
Birmingham (UK)
contact number: +447429436326